بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

شمارہ 39

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

2 ربیع الاوّل 1444 ہجری قمری • 29 تبوک 1401 ہجری شمسی • 29 ستمبر 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا
بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا
وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ
اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ (آل عمران:9)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ!
ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے
بعد اسکے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو
اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔
یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 ستمبر 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مَیں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے، جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں، اُن کی تعداد تین ہزار تک پہنچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں اُن کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اَلدَّجَّال: دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز ہو اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبہ ہو۔ یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے۔ مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں۔ جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِہٖ (النساء: 47) بھی دجل ہی ہے۔ جو یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ (آل عمران: 56) کو الٹاتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانہ کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا۔ گویا دجالیت کا ایک دریا بہہ نکلے گا۔ اَلدَّجَّال پر ال استغراق کا ہے۔ پس اَلدَّجَّال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے۔ یعنی پہلے جس قدر مختلف اور متفرق کید، حیلے، ضلالت اور کفر کے تھے، کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا، متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے، مگر وہ ایک حد تک تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس وقت اعتراضات کا ایک دریا بہہ نکلے گا۔ جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں اور ندیاں مل کر ایک دریا بن جاتا ہے اسی طرح کل دجل مل کر ایک بڑا دجل ہوگا۔

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کہ کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کیے جاتے ہیں۔ اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے۔ مَیں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے، جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ اُن کی تعداد تین ہزار تک پہنچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں اُن کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔ پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے اور اَلدَّجَّال کا بُروز ہے۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 402، مطبوعہ قادیان 2018)

طیّب کیلئے جہاں صحت کے لحاظ سے اچھا ہونا شرط ہے وہاں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے کھانے سے انسان کے دوسرے حواس یا دوسرے بنی نوع انسان یا دوسری مخلوق کا حق نہ مارا جائے بلکہ دوسروں کے جذبات کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النحل آیت 116 اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (ترجمہ: اسنے تم پر صرف مردار کو اور خون کو اور سؤر کے گوشت کو اور (ہر) اس چیز کو حرام کیا ہے جس پر اللہ (تعالیٰ) کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو شخص (ان میں سے کسی چیز کے کھانے پر) مجبور کیا جائے بحالیکہ وہ نہ باغی ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو (یاد رہے کہ) اللہ (تعالیٰ) یقیناً بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ کھانے کی چیزوں کے متعلق اسلام نے کئی درجے بتائے ہیں۔ حرام، ممنوع، حلال، طیّب۔ حرام وہ جسے قرآن نے حرام کیا۔ ممنوع جسے قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق رسول کریم صلعم نے منع فرمایا یا بعد کی معلوم شدہ چیز جسکے متعلق تحقیقات کر کے مسلمان اسے ناپسندیدہ قرار دے دیں۔ حلال۔ وہ جو اپنی اصل وضع کے لحاظ سے طیّب ہو۔ طیّب۔ وہ جو اپنی موجودہ حالت میں بھی طیّب ہو۔ یعنی ہر وہ چیز جس کو کسی صورت میں بھی کھانا جائز ہے اسکو حلال کہیں گے جیسے بکرا حلال ہے۔ مگر چونکہ کچّے گوشت کی صورت میں کھایا نہیں جاسکتا اس لئے اس صورت میں طیّب نہیں ہوگا۔ لیکن اس کو پکا کے کھانا طیّب ہوگا۔

بہترین غذا طیّب سے اُتر کر حلال ہے۔ اسکے بعد اور اشیاء ہیں وہ ممنوع ہیں، ان کا کھانا درست نہیں۔ مثلاً ڈاکٹر ہیضہ کے دنوں میں کھیرے کا کھانا منع کر دے تو گو کھیرا عام دنوں میں حلال اور طیّب ہے مگر ان دنوں میں حلال تو رہے گا طیّب نہ رہے گا۔ جو چیزیں حرام کے بعد ہیں یعنی ممنوع ہیں ان کے متعلق بھی ہم کہیں گے کہ انکا کھانا درست نہیں یعنی ان کے کھانے سے انسان نقصان اٹھائے گا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف جانور مختلف کاموں کیلئے پیدا کئے ہیں۔ کوئی خوبصورتی کیلئے کہ دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کوئی آواز کیلئے کہ اسکی آواز بہت عمدہ ہے۔ کوئی کھانے کیلئے کہ اس کا گوشت اچھا ہے۔ کوئی دوائی کیلئے کہ اسکے گوشت میں کسی مرض سے صحت دینے کی طاقت ہے۔ صرف جانور اور حلال دیکھ کر اسے نہیں کھانا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک جانور کا گوشت صحت کیلئے مضر نہ ہو مگر وہ مثلاً بعض فصلوں یا انسانوں میں بیماری پیدا کرنے والے کیڑوں کو کھاتا ہو تو گوشت کے لحاظ سے اسکا گوشت حلال بھی ہوگا اور طیّب بھی، مگر پھر بھی بنی نوع انسان کا عام فائدہ دیکھتے ہوئے اسکا گوشت طیّب نہ رہے گا، کیونکہ اسکے کھانے کی وجہ سے انسان بعض اور فوائد سے محروم رہ جائیں گے۔

مجھے بچپن ہی میں یہ سبق سکھایا گیا تھا۔ میں بچپن میں ایک دفعہ ایک طوطا شکار کر کے لایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر کہا محمود! اس کا گوشت حرام تو نہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کھانے کیلئے ہی پیدا نہیں کیا۔ بعض خوبصورت جانور دیکھنے کیلئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں راحت پائیں۔ بعض جانوروں کو عمدہ آواز دی ہے کہ ان کی آواز سن کر کان لذت حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر حِس کیلئے نعمتیں پیدا کی ہیں وہ سب کی سب چھین کر زبان ہی کو نہ دے دینی چاہئیں۔ دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے، درخت پر بیٹھا ہوا دیکھنے والوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہوگا۔

غرض طیّب کیلئے جہاں صحت کے لحاظ سے اچھا ہونا شرط ہے وہاں اسکے کھانے میں یہ بھی شرط ہے کہ اس چیز

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بچوں پر خرچ کرنے کیلئے شوہر کو بتائے بغیر کچھ لے لینا

(2211) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے جو معاویہ کی ماں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کہ ابوسفیان بڑا کنجوس آدمی ہے تو کیا اس صورت میں مجھ پر کوئی گناہ ہوگا کہ اسکے مال سے پوشیدہ طور پر کچھ لے لوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم اتنا مال لے لو جتنا تجھے اور تیرے بیٹوں کو کافی ہو سکے۔

مُردار کھانا حرام ہے اُس کی کھال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے

(2221) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ انہوں نے کہا وہ تو مُردار ہے۔ آپؐ نے فرمایا صرف اس کا کھانا ہی حرام ہے۔

مسیح موعودؑ کے کام

(2222) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قریب ہے کہ ابن مریمؑ ضرور تم میں نازل ہوں۔ وہ بطور حکم عادل ہوں گے جو صلیب توڑ ڈالیں گے اور سؤر قتل کریں گے اور جنگ موقوف کریں گے اور مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

(بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 9 ستمبر 2022ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ امریکہ 2022ء

نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش کی حضور انور سے ملاقات

مربیان سلسلہ برطانیہ کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

نماز جنازہ حاضر و غائب | اعلان نکاح از حضور انور

وصایا | خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي الْعَالَمِ ۞ شَرُّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

ہم دس ہزار روپیہ کی جائیداد ایسے شخص کو دے سکتے ہیں جو وید کی رُو سے پرمیشر کا وجود ثابت کر کے دکھلا دے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”چشمہ معرفت“ رُوحانی خزائن جلد 23 سے پیش کر رہے ہیں۔ دسمبر 1907 میں آریہ سماج لاہور کی طرف سے لاہور میں ایک جلسہ ہوا۔ اس جلسے کے منتظمین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کو بھی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون جلسے میں سنانا، جلسے کے پروگرام میں شامل کیا۔ منتظمین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ یقین دلایا کہ کسی کا بھی مضمون خلاف تہذیب نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس یقین دہانی کے باوجود اطمینان نہیں تھا، کیونکہ آپؑ جانتے تھے کہ ان کی عادت سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے وعدہ پر قائم نہ رہیں۔ آپؑ کے بعض صحابہ نے آپؑ کو یقین دلایا کہ یہ اب وہ پہلے والے آریہ نہیں بلکہ سمجھدار ہو گئے ہیں اور ان کی طرف سے ایسی حرکت کی اُمید نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ خطوط کئی سو اپنے بزرگ صحابہ کو اس جلسہ میں شامل ہونے کی اطلاع کر دی۔ چنانچہ کئی سو صحابہ دور دراز کا سفر کر کے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے جلسہ میں شامل ہوئے اور جلسہ میں شامل ہونے کی فی کس چار آنے فیس بھی ادا کی۔ دوسرے دن جو آریوں کی طرف سے مضمون پڑھا گیا تو وہ بالکل خلاف توقع اور خلاف وعدہ سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر گالیوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنے صحابہ سے یہ بات سنی تو آپؑ کا جگر پھٹ گیا۔ آریہ تو چاہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ پر آپؑ کے آقا کو گالیاں دیں اور اس کے لئے انہوں نے آپؑ کی خدمت میں کئی عاجزی اور انکساری کے خطوط لکھے کہ ہم آپؑ کے درشن کے متمنی ہیں، وہ تو اچھا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایسے جلسے سے دُور رکھا ورنہ آپؑ کا جگر چھلنی ہو جاتا۔ لیکن یہ بھی کوئی کم دُکھ کی بات نہ تھی کہ آپؑ کے کئی سو بزرگ صحابہ کے منہ پر اُن کے آقا اور جان سے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ ایک مہذب انسان گھر آئے ہوئے دشمن سے بھی اچھا سلوک کرتا ہے لیکن یہ کیسے لوگ تھے کہ انہوں نے دعوت دے کر اور اپنے گھر بلا کر سب کو ذلیل کیا۔ اس جلسہ کی حاضری تین ہزار تھی جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابہ کی تعداد چار سو تھی۔ گویا ہزاروں لوگوں کے سامنے پیارے آقا سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔ اور یہ بھی سازش کا حصہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پہلے دن رکھا گیا تھا اور آریہ سماجیوں نے اپنا مضمون جس میں محبوب آقا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دی گئیں دوسرے دن رکھا گیا تا کہ کسی کو کچھ کہنے اور ردّ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ اور باوازِ بلند کہا گیا تھا کہ کل ہمارا مضمون سننے ضرور آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”جو شخص ہمارے مضمون کو پڑھے گا جو آریوں کے جلسہ میں 3/دسمبر 1907 کی رات میں سنایا گیا اور پھر بمقابل اُسکے اُنکے اُس مضمون کو دیکھے گا جو اُنہوں نے 4/دسمبر 1907 کی رات کو پڑھا تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ نیکی کرنیوالوں کے ساتھ اگر دُنیا میں کوئی بدی کرنیوالی قوم ہے تو یہی قوم ہے۔ پادری صاحبان بھی اگرچہ خدا تعالیٰ کے مقدس اور برگزیدہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے میں دن رات مشغول ہیں لیکن انہوں نے اب تک کبھی ایسا نہیں کیا کہ مسلمانوں کو اپنے مکان میں مدعو کر کے اور مہذّبانہ تقریروں کا وعدہ دیکر پھر کوئی مضمون گندہ اور توہین آمیز سنایا ہو۔“

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 13)

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت ہی عمدہ نمونہ صبر و تحمل کا دکھایا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاص تربیت نہ ہوتی تو 4 دسمبر کو جلسہ کا میدان میدانِ کارزار ہوتا۔ صحابہ کرامؓ نے ایک کام بہت اچھا کیا کہ اسلام اور بانی اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے تھے وہ نوٹ کر کے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن تمام اعتراضات کے جوابات اس کتاب میں دیئے اور آریہ سماج کے عقائد و نظریات کے بخئے بھی زبردست طریقے سے اُدھیڑے۔ اس کے نتیجہ میں وید تردید اور اسلام کی تائید میں ایک بے نظیر کتاب ہمارے ہاتھ آ گئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”اگر وہ بے جا حملہ نہ کرتے تو ہمیں کچھ ضرور نہ تھا کہ ہم اُنکے اس غلط بیان کا پردہ کھولتے جو انہوں نے وید کی اعلیٰ تعلیم ہونے کے بارے میں پیش کیا ہے۔ مگر اب ہمیں اُنکے جھوٹ کا پردہ کھولنے کے لئے پبلک کے آگے اس بات کو ظاہر کرنا پڑا کہ اُنکا بیان وید کی تعلیم کی نسبت کہاں تک صحیح اور راست ہے۔“

(ایضاً صفحہ 15)

نیز فرمایا :

”اگر یہ شخص ایک عام جلسہ میں خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور پاک کتاب کی نسبت اس قدر توہین نہ کرتا اور اس قدر گالیاں نہ دیتا تو ہمیں کچھ ضرور نہ تھا کہ آریہ مذہب کی نسبت قلم اُٹھاتے کیونکہ دین اسلام کی خوبیاں بھی بیان کرنا ایک ایسا امر ہے کہ جس سے باطل مذہب رد ہو جاتے ہیں مگر اس شخص نے اپنی بدزبانی کو انتہا تک پہنچا دیا آخر ہمیں ضرورت پڑی کہ ایسے وحشیانہ دانتوں کو توڑا جائے۔“

(ایضاً صفحہ 136)

ہم نے کتاب چشمہ معرفت کی وجہ تالیف کا مختصر ذکر کر دیا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں آریہ سماج کو تین پُرشوکت انعامی چیلنج دیئے۔ ایک چیلنج آپؑ نے یہ دیا کہ وید سے ثابت کرو کہ میشر دائمی نجات دینے پر قادر تو تھا لیکن نہ چاہا کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ دے۔ اس انعامی چیلنج کا ذکر ہم قبل ازیں کر چکے ہیں۔ ایک چیلنج آپؑ نے یہ دیا کہ ہم دس ہزار روپیہ کی جائیداد ایسے شخص کو دے سکتے ہیں کہ جو وید کی رُو سے پرمیشر کا وجود ثابت کر کے دکھلا دے اور اسی انعامی چیلنج کا ذکر ہم انشاء اللہ آئندہ سطور میں کریں گے۔ ایک چیلنج آپؑ نے یہ دیا کہ جس قدر قرآن شریف نے بدعقیدوں اور بداعمال کا حال بیان کیا ہے آریہ صاحبان وید میں سے نکالکر دکھلاویں تو انہیں ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ واقعی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی شوخیوں اور شرارتوں کی خوب خبر لی۔ آپؑ نے بتایا کہ اللہ اور اس کے رسولوں اور بنی نوع انسان کے متعلق اسلام کی تعلیم کتنی شاندار ہے اور اس کے مقابل آریہ سماج کے عقائد اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کی شان اور عظمت کے کس قدر منافی اور اس کے لئے قابل توہین اور رُسواکن ہے۔ ذیل میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ انعامی چیلنج پیش کرتے ہیں جو آپؑ نے مذکورہ بالا عنوان کے متعلق دیا تھا۔

پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

دراصل الہامی کتاب کے لئے دو نشانیاں ہی کافی تھیں اور وہ یہ کہ (1) الٰہی طاقت اُس کے اندر موجود ہو۔ (2) جس غرض کیلئے آئی ہے اُس غرض کو اُس کی تعلیم پوری کر سکے یعنی انسان کو خدا تک پہنچنے کے لئے جو ضرورتیں ہیں اُن تمام ضرورتوں کا سامان اس میں موجود ہو اور ایسے کھلے کھلے دلائل ہوں جو یقین دلا سکیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ کی ہستی کا اُن دلائل کے ساتھ پتہ دے جو انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ اور اُس کے اندر ایک ایسی طاقت ہو کہ وہ دور افتادہ انسانوں کو خدا تک پہنچا سکے اور ان کے اندرونی گندوں کو دُور کر سکے اور اُن کو ایک پاک حالت بخش سکے اور صاف ظاہر ہے کہ بڑی اور اوّل علامت طبیب کی یہی ہے کہ وہ اکثر بیماروں کو اچھا کر دے اور صحت زائلہ کو بحال کر کے دکھلاوے اور دُور شدہ تندرستی کو دوبارہ قائم کر دے سو انبیاء علیہم السلام طبیب رُوحانی ہوتے ہیں اِس لئے روحانی طور پر ان کے کامل طبیب ہونے کی یہی نشانی ہے کہ جو نسخہ وہ دیتے ہیں یعنی خدا کا کلام، وہ ایسا تیر بہدف ہوتا ہے کہ جو شخص بغیر کسی اعراض صوری یا معنوی کے اس نسخہ کو استعمال کرے وہ شفا پا جاتا ہے اور گناہوں کی مرض دور ہو جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ جاتی ہے اور اس کی محبت میں دل محو ہو جاتا ہے کیونکہ جس چیز کا نام عذاب رکھا گیا ہے وہ یہی تو عذاب ہے کہ انسان کا خدا سے تعلق نہیں ہوتا بلکہ اپنی نفسانی خواہشوں سے تعلق شدید ہو جاتا ہے اور ان نفسانی خواہشوں کی ایسی پرستش کرتا ہے اور ایسے طور سے اُنکی طلب میں لگا رہتا ہے کہ گویا وہی نفسانی خواہشیں اُس کا خدا ہے۔ پس جو کتاب اِن سفلی آلائشوں کو دُور کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک سچا جوش دل میں پیدا کر دیتی ہے درحقیقت وہی خدا کی کتاب ہے کیونکہ جب ایک طبیب اندھوں کو آنکھیں بخشتا ہے اور بہروں کے کان کھولتا ہے اور فالج زدہ لوگوں کو اچھا کرتا ہے اور سخت بگڑے ہوئے مریض اُس کے ہاتھ سے شفا پاتے ہیں تو بس اِسی ایک نشان سے ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ درحقیقت حاذق طبیب ہے اور اس کے بعد اس کے حاذق طبیب ہونے میں کلام کرنا کسی عقلمند اور بھلے مانس کا کام نہیں ہوتا لیکن افسوس! کہ اس شخص نے ان نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کی اور محض اپنے دعوے کو بطور نشانیوں کے پیش کر دیا ہے حالانکہ وہ صرف اس کے دعوے ہیں جن پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اور وہ بھی بے تعلق اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ گو کتاب میں کسی قدر طول ہو مگر ہم انشاء اللہ اس کی پیش کردہ نشانیوں کو ایک ایک کر کے دکھلائیں گے کہ وہ کیسے بیہودہ دعوے اور باطل خیالات ہیں جو وید میں ہرگز نہیں پائے جاتے۔ اگر یہ شخص ایک عام جلسہ میں خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور پاک کتاب کی نسبت اس قدر توہین نہ کرتا اور اس قدر گالیاں نہ دیتا تو ہمیں کچھ ضرور نہ تھا کہ آریہ مذہب کی نسبت قلم اُٹھاتے کیونکہ دین اسلام کی خوبیاں بھی بیان کرنا ایک ایسا امر ہے کہ جس سے باطل مذہب رد ہو جاتے ہیں مگر اس شخص نے اپنی بدزبانی کو انتہا تک پہنچا دیا آخر ہمیں ضرورت پڑی کہ ایسے وحشیانہ دانتوں کو توڑا جائے اس شخص کو اِس بات کے کہنے سے حیا نہیں آئی کہ وید کا نام مکمل کتاب رکھتا ہے حالانکہ وید کی رُو سے پرمیشر کا ہی کچھ پتہ نہیں کہ ہے یا نہیں۔ بُت پرستی کی اور عناصر پرستی کی جڑھ یہی وید ہے اِسی سے آریہ ورت

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت ابوبکرؓ نے منگل کی شام کو بتاریخ بائیس جمادی الآخر تیرہ ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا

آپؓ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا...... حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان آپؓ کا جنازہ پڑھایا اور آپؓ کو رات کے وقت اسی حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ دفن کیا گیا، آپؓ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے مقابل میں رکھا گیا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9؍ستمبر 2022ء بمطابق 9؍تبوک 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے کچھ واقعات ہیں جو بیان کروں گا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور فرمایا مجھے عمر کے متعلق بتاؤ تو انہوں نے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا۔ اے رسول اللہ کے خلیفہ! اللہ کی قسم وہ یعنی حضرت عمرؓ آپؓ کی جو رائے ہے اس سے بھی افضل ہیں سوائے اس کے کہ ان کی طبیعت میں سختی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ سختی اس لیے ہے کہ وہ مجھ میں نرمی دیکھتے ہیں۔ اگر امارت ان کے سپرد ہوگئی تو وہ اپنی بہت سی باتیں جو اُن میں ہیں اس کو چھوڑ دیں گے کیونکہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ جب میں کسی شخص پر سختی کرتا تو وہ مجھے اس شخص سے راضی کرنے کی کوشش کرتے اور جب میں کسی شخص سے نرمی کا سلوک کرتا تو اس پر مجھے سختی کرنے کا کہتے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلایا اور ان سے حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے دونوں اصحاب سے فرمایا جو کچھ میں نے تم دونوں سے کہا ہے اس کا ذکر کسی اَور سے نہ کرنا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت عمرؓ کو چھوڑتا ہوں تو میں عثمانؓ سے آگے نہیں جاتا اور ان کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ تمہارے امور کے متعلق کوئی کمی نہ کریں۔ اب میری یہ خواہش ہے کہ میں تمہارے امور سے علیحدہ ہو جاؤں اور تمہارے اسلاف میں سے ہو جاؤں۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیماری کے دنوں میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؓ نے حضرت عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ بنا دیا ہے حالانکہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی موجودگی میں لوگوں سے کس طرح سلوک کرتے ہیں اور اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ تنہا ہوں گے اور آپ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اور وہ آپ سے رعیت کے بارے میں پوچھے گا یعنی اللہ تعالیٰ آپ سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ لیٹے ہوئے تھے۔ آپؓ نے فرمایا مجھے بٹھا دو۔ جب اُن کو بٹھایا گیا اور وہ سہارا لے کر بیٹھے تو آپؓ نے کہا: کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ جب میں اپنے رب سے ملوں گا اور وہ مجھ سے پوچھے گا تو میں جواب دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین کو تیرے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد 2، صفحہ 272 تا 273، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں تاریخ کی کتب کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات جب قریب آئی تو آپؓ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ میں کس کو خلیفہ مقرر کروں۔ اکثر صحابہ نے اپنی رائے حضرت عمرؓ کی امارت کے متعلق ظاہر کی اور بعض نے صرف یہ اعتراض کیا کہ حضرت عمرؓ کی طبیعت میں سختی زیادہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں پر تشدد کریں۔ آپؓ نے فرمایا یہ سختی اسی وقت تک تھی جب تک ان پر ذمہ داری نہیں پڑی تھی اب جبکہ ایک ذمہ داری ان پر پڑ جائے گی تو ان کی سختی کا مادہ بھی اعتدال کے اندر آ جائے گا۔ چنانچہ تمام صحابہ حضرت عمرؓ کی خلافت پر راضی ہو گئے۔ آپ کی، حضرت ابوبکرؓ کی صحت چونکہ بہت خراب ہو چکی تھی، اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے اپنی بیوی اسماء کا سہارا لیا اور ایسی حالت میں جبکہ آپؓ کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے، ہاتھ کانپ رہے تھے آپؓ مسجد میں آئے اور تمام مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بہت دنوں تک متواتر اس امر پر غور کیا ہے کہ اگر میں وفات پا جاؤں تو تمہارا کون خلیفہ ہو۔ آخر بہت کچھ غور کرنے اور دعاؤں سے کام لینے کے بعد میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ عمر کو خلیفہ نامزد کر دوں۔ سو میری وفات کے بعد عمر تمہارے خلیفہ ہوں گے۔

سب صحابہؓ اور دوسرے لوگوں نے اس امارت کو تسلیم کیا اور حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کی بیعت ہوگئی۔ (ماخوذ از خلافت راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 483-484)

پھر اس بارے میں مزید ایک جگہ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ نامزد کیوں کیا، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''اگر کہا جائے کہ جب قوم کے انتخاب سے ہی کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کیوں کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے یونہی نامزد نہیں کر دیا بلکہ پہلے صحابہؓ سے آپ کا مشورہ لینا ثابت ہے۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ اَور خلفاء کو خلیفہ کی وفات کے بعد منتخب کیا گیا اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی موجودگی میں ہی منتخب کر لیا گیا۔ پھر آپؓ نے اسی پر بس نہیں کیا۔'' یعنی حضرت ابوبکرؓ نے یہیں پر بس نہیں کیا، اس کو کافی نہیں سمجھا ''کہ چند صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد آپؓ نے حضرت عمرؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا ہو بلکہ باوجود سخت نقاہت اور کمزوری کے آپؓ اپنی بیوی کا سہارا لے کر مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! میں نے صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد اپنے بعد خلافت کیلئے عمرؓ کو پسند کیا ہے کیا تمہیں بھی ان کی خلافت منظور ہے؟ اس پر تمام لوگوں نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ پس یہ بھی ایک رنگ میں انتخاب ہی تھا۔'' (خلافت راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 555)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری اور وصیت کے بارے میں تاریخ طبری میں مزید لکھا ہے حضرت ابوبکرؓ کی علالت اور وفات کا ذکر یوں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیماری کا باعث یہ ہوا کہ سات جمادی الآخر سوموار کے دن آپؓ نے غسل کیا۔ اس روز خوب سردی تھی۔ اس وجہ سے آپؓ کو بخار ہو گیا جو پندرہ روز تک رہا۔ یہاں تک کہ آپؓ نماز کیلئے باہر آنے کے قابل نہ رہے۔ آپؓ نے حکم دے دیا کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھاتے رہیں۔ لوگ آپؓ کی عیادت کیلئے آتے تھے مگر روز بروز آپؓ کی طبیعت خراب ہوتی گئی۔ اس زمانے میں حضرت ابوبکرؓ اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے جو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا اور جو حضرت عثمان بن عفانؓ کے مکان کے سامنے واقع تھا۔ علالت کے زمانے میں زیادہ تر آپ کی تیمارداری حضرت عثمانؓ کرتے رہے۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 348، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2012ء)

آپؓ پندرہ روز تک بیمار رہے۔ کسی نے آپؓ سے کہا آپؓ طبیب کو بلا لیں تو اچھا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: وہ مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس نے آپؓ سے کیا کہا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اس نے یہ کہا ہے کہ اِنِّیْٓ اَفْعَلُ مَا اَشَاءُ، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 347، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2012ء)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہم آپ کیلئے طبیب کو بلا لیں تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس نے مجھے دیکھ لیا ہے اور کہا ہے کہ إِنِّي فَعَّالٌ لِّمَا أُرِيدُ کہ میں جو چاہوں گا ضرور کروں گا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، المجلد الثالث، صفحہ 148، ابوبکر الصدیق، ذکر وصیۃ ابی بکر، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

بہرحال آپ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا اب یہی ارادہ ہے کہ مجھے اپنے پاس بلا لے اور کسی طبیب کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے منگل کی شام کو بتاریخ بائیس جمادی الآخر تیرہ ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپؓ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔ (ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد، المجلد الثالث، صفحہ 151، ابوبکر الصدیق، ذکر وصیۃ ابی بکر، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لبوں سے جو آخری الفاظ ادا ہوئے وہ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تھی کہ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف: 102) یعنی مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زمرے میں شمار کر۔ (ابوبکر الصدیق از محمد حسین ہیکل، صفحہ 478، اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضرت ابوبکر صدیق کی انگوٹھی کا نقش نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہ تھا یعنی کیا ہی قدرت رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ۔

(طبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 158، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر دیکھنا کہ کوئی اَور چیز تو نہیں رہ گئی۔ باقی چیزیں تو حضرت عمرؓ کو دے دی تھیں۔ اگر ہو تو اسکو بھی حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دینا۔ تجہیز و تکفین کے متعلق فرمایا: اس وقت جو کپڑا بدن پر ہے اسی کو دھو کر دوسرے کپڑوں کے ساتھ کفن دینا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یہ تو پرانا ہے۔ کفن کیلئے نیا ہونا چاہئے۔ فرمایا زندے مُردوں کی بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حقدار ہیں۔ (سیر الصحابہ، جلد اول، صفحہ 50، دارالاشاعت کراچی) جو نیا کپڑا ہے وہ کسی زندہ کو پہنا دو زیادہ بہتر ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے وصیت کی تھی کہ آپؓ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس آپؓ کو غسل دیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن نے ان کے ساتھ معاونت کی۔ آپؓ کا کفن دو کپڑوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک کپڑا غسل کیلئے استعمال ہونے والا تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ پھر آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی پر رکھا گیا۔ یہ وہ چارپائی تھی جس پر حضرت عائشہؓ سویا کرتی تھی۔ اسی

چار پائی پر آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان آپؓ کا جنازہ پڑھایا اور آپؓ کو رات کے وقت اسی حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ دفن کیا گیا۔ آپؓ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے مقابل میں رکھا گیا۔

(مستدرک حاکم، الجزء الثالث، صفحہ 66، حدیث نمبر 4409، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

تدفین کے وقت حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہ بن عبد اللہؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکرؓ قبر میں اترے اور تدفین کی۔ ابنِ شہاب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو رات کے وقت دفن کیا۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 156، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت سالم بن عبد اللہؓ اپنے والد کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم تھا کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؓ کا جسم مسلسل کمزور تر ہوتا گیا یہاں تک کہ آپؓ کا انتقال ہو گیا۔

(مستدرک حاکم، الجزء الثالث، صفحہ 66 حدیث نمبر 4410، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بعض سیرت نگاروں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپؓ کی وفات کا باعث وہ کھانا تھا جس میں کسی یہودی نے زہر ملایا تھا لیکن عموماً سیرت نگاروں نے اس روایت کی تردید بھی کی ہے۔

(سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ از عمر ابو النصر (مترجم) صفحہ 726 مشتاق بک کارنر لاہور)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا سوموار۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر آج میں فوت ہو جاؤں تو کل کا انتظار نہ کرنا کیونکہ مجھے وہ دن یا رات زیادہ محبوب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہو۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 88، مسند ابی بکر الصدیق، حدیث 45، عالم الکتب بیروت 1998ء) یعنی تدفین وہاں ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ترکے کی بابت فرمایا کہ میرے بعد قرآنی احکام کے مطابق اسے تقسیم کر دیا جائے۔

(سیرت خلفائے راشدین از محمد الیاس عادل، صفحہ 152، مشتاق بک کارنر لاہور)

اسی طرح ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے متروکہ مال میں سے رشتہ داروں کیلئے جو وارث نہیں تھے پانچویں حصہ کی وصیت کی تھی۔ (ابوبکر الصدیق از محمد حسین ہیکل، صفحہ 475، اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج اور اولاد کے بارے میں ذکر ہے کہ آپؓ کی چار بیویاں تھیں۔ نمبر ایک قُتَیلہ بنت عَبْدُ الْعُزّٰی۔ ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہ حضرت عبد اللہؓ اور حضرت اسماءؓ کی والدہ تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں زمانۂ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی۔ یہ ایک مرتبہ مدینہ میں حضرت اسماءؓ یعنی اپنی بیٹی کے پاس کچھ گھی اور پنیر بطور ہدیہ لے کر آئی تھیں مگر حضرت اسماءؓ نے وہ ہدیہ لینے سے انکار کر دیا اور انہیں گھر میں داخل بھی نہیں ہونے دیا اور حضرت عائشہؓ کو کہلا بھیجا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں۔ حضرت عائشہؓ سے کہا کہ ذرا پوچھ کے بتائیں کہ میری ماں اس طرح آئی ہے اور تحفہ لائی ہے۔ میں نے تو انہیں گھر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ کیا ارشاد ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو گھر میں آنے دو اور ان کا ہدیہ قبول کرو۔

نمبر دو جو اہلیہ تھیں وہ حضرت ام رُومان بنت عامرؓ تھیں۔ آپ کا تعلق بنو کِنعانہ بن خُزَیمہ سے تھا۔ آپ کے پہلے خاوند حارث بن سَخْبَرہ مکہ میں فوت ہو گئے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے عقد میں آ گئیں۔ آپ ابتدا میں اسلام لے آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آپؓ کے بطن سے حضرت عبد الرحمٰنؓ اور حضرت عائشہؓ کی ولادت ہوئی۔ آپؓ کی وفات چھ ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور ان کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

تیسری حضرت اَسماءؓ بنت عُمَیس بن مَعْبَد بن حارِث تھیں۔ آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ آپ مسلمانوں کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر چکی تھیں۔ آپ ابتدائی ہجرت کرنے والی تھیں۔ آپ نے اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابو طالبؓ کے ساتھ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے سات ہجری میں مدینہ تشریف لائیں۔ آٹھ ہجری میں جنگ موتہ میں جب حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آ گئیں۔ آپ کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔

چوتھی بیوی حضرت حَبِیبہ بنت خَارِجہ بن زید بن ابوزُہَیر تھیں۔ ان کا تعلق انصار کی شاخ خزرج سے تھا۔ حضرت ابوبکرؓ مدینہ کے مضافاتی علاقے سُنُخ میں آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ کے بطن سے حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اِم کلثوم پیدا ہوئیں جن کی ولادت حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہوئی۔

اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ پہلے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکرؓ۔ آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپؓ حدیبیہ کے دن مسلمان ہوئے اور پھر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی۔ آپؓ شجاعت اور بہادری میں بہت مشہور تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ کا قابل تعریف موقف رہا۔

دوسرے حضرت عبد اللہ بن ابوبکرؓ تھے۔ آپؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے موقع پر اہم کردار تھا۔ آپ تمام دن مکہ میں گزارتے اور مکہ والوں کی خبریں جمع کرتے اور پھر رات کے وقت چپکے سے غار میں پہنچ کر وہ خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو سناتے اور صبح کے وقت واپس مکہ میں آ جاتے۔ طائف کی جنگ میں آپ کو ایک تیر لگا جس کا زخم ٹھیک نہ ہوا اور آخر کار اسی کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں آپؓ نے شہادت پائی۔

محمد بن ابوبکر تیسرے بیٹے تھے۔ آپ حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ حضرت علیؓ کی گود میں آپ نے پرورش پائی اور حضرت علیؓ نے اپنے دَور میں آپ کو مصر کا گورنر مقرر فرمایا۔ آپ وہیں مارے گئے۔ بعض روایات میں حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے والوں میں ان کا نام بھی لیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ان کو قتل کیا گیا۔ واللہ اعلم۔

آپ کے بچوں میں سے چوتھی حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ ہیں۔ آپؓ ذات النطاقین کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت عائشہؓ سے عمر میں بڑی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو ذات النطاقین کے لقب سے نوازا تھا کیونکہ ہجرت کے موقع پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد کیلئے توشہ تیار کیا اور پھر اس کو باندھنے کیلئے کوئی چیز نہ ملی تو اپنے کمر بند کو پھاڑ کر توشہ باندھ دیا۔ کھانے کا جو انتظام کیا تھا وہ کھانا کمر کے کپڑے سے باندھ کر دے دیا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ سے آپ کی شادی ہوئی اور بحالت حمل آپ نے مدینہ ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد آپؓ کے بطن سے حضرت عبد اللہ بن زُبیرؓ پیدا ہوئے جو ہجرت کے بعد پیدا ہونے والے سب سے پہلے بچے تھے۔ حضرت اسماءؓ نے سو سال عمر پائی۔ آپ کی وفات مکہ میں تہتر ہجری میں ہوئی۔

پانچواں بچہ ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ تھیں۔ آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ آپؓ خواتین میں سب سے بڑی عالمہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو ام عبد اللہ کی کنیت عطا فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؓ کے ساتھ مثالی محبت تھی۔ امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ جب مسروق حضرت عائشہؓ سے کوئی روایت بیان کرتے تو کہتے مجھ سے صدیقہ بنت صدیق نے بیان کیا جو اللہ کے محبوب کی محبوبہ ہیں اور جن کی بریت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔

آپ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ستاون ہجری میں ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ کی وفات اٹھاون ہجری میں ہوئی۔

چھٹی اولاد ام کلثوم بنت ابوبکر تھیں۔ آپ حضرت حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا یہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یہ میری بہن اسماء ہیں انہیں تو میں جانتی ہوں مگر میری دوسری بہن کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جو خارجہ کی بیٹی کے بطن میں ہے۔ یعنی ابھی پیدا نہیں ہوئی، جو پیدا ہونے والی ہے وہ بیٹی ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ان کے ہاں لڑکی ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد ام کلثوم کی ولادت ہوئی۔ ام کلثوم کی شادی حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے ہوئی جو جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔ (ماخوذ از سیدنا ابوبکرؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر صلابی، مترجم صفحہ 48 تا 52، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ پاکستان) (البدایۃ والنہایۃ، جلد 8، صفحہ 99، 58ھ، ممن توفی فی ہذہ السنۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (اسد الغابہ، جلد 5، صفحہ 98، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (اصابہ، جلد 8، صفحہ 392، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کی ایک بیٹی کی شادی حضرت بلالؓ سے ہوئی تھی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بیٹی آپ کی چار بیویوں میں سے کسی بیوی کے پہلے خاوند سے تھی۔

(سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ، از عمر ابو النصر (مترجم) صفحہ 647، مشتاق بک کارنر لاہور)

نظامِ حکومت کے بارے میں کہ کس طرح آپؓ نظام حکومت چلاتے تھے لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو کوئی امر پیش آتا تو پھر جہاں مشورے کی ضرورت ہوتی اور اہل الرائے لوگوں کی ضرورت ہوتی، اہلِ فقہ کا مشورہ لینا چاہتے تو آپؓ مہاجرین و انصار میں سے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو بھی بلاتے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 267، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) یا بعض اوقات زیادہ تعداد میں مہاجرین اور انصار کو جمع فرماتے۔

حضرت مصلح موعودؓ شَاوِرْهُمْ (آل عمران: 160) کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اس ایک لفظ پر غور کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ لینے والا ایک ہے دو بھی نہیں اور جن سے مشورہ لینا ہے وہ بہر حال تین یا تین سے زیادہ ہوں۔ پھر وہ اس مشورے پر غور کرے۔ پھر حکم ہے فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آل عمران 160) جس بات پر عزم کرے اس کو پورا کرے اور کسی کی پروانہ کرے۔ یعنی مشورہ لینے والا مشورہ لے، اس کے بعد، مشورہ لینے کے بعد سارا تجزیہ کر کے اس پر عمل کرے اور پھر کسی کی پروانہ کرے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اس عزم کی خوب نظیر ملتی ہے۔ جب لوگ مرتد ہونے لگے تو مشورہ دیا گیا کہ آپؓ اس لشکر کو روک لیں جو اسامہؓ کے زیرِ کمان جانے والا تھا مگر انہوں نے جواب دیا کہ جو لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے میں اسے واپس نہیں کر سکتا۔ ابو قحافہ کے بیٹے کی طاقت نہیں کہ ایسا کر سکے۔ پھر بعض کو رکھ بھی لیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بھی اس لشکر میں جا رہے تھے ان کو روک لیا۔

پھر زکوٰۃ کے متعلق کہا گیا کہ مرتد ہونے سے بچانے کیلئے ان کو معاف کر دو۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ باندھنے کی ایک رسّی بھی دیتے تھے تو وہ بھی لوں گا اور اگر تم سب مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ اور مرتدین کے ساتھ جنگل کے درندے بھی مل جائیں تو میں اکیلا ان سب کے ساتھ جنگ کروں گا۔ یہ عزم کا نمونہ ہے۔ پھر کیا ہوا تم جانتے ہو۔ یہ عزم تھا حضرت ابوبکرؓ کا اور لوگوں کے مشورے اَور تھے لیکن کیا ہوا۔ جس عزم کا نمونہ آپؓ نے دکھایا خدا تعالیٰ نے آپؓ کے عزم کی وجہ سے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔ یاد رکھو! جب خدا سے انسان ڈرتا ہے تو پھر مخلوق کا رعب اس کے دل پر اثر نہیں کرتا۔ (ماخوذ از منصب خلافت، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 58)

یہ ہے منصبِ خلافت کی حقیقت۔

بیت المال کا قیام رسول اکرمؐ کے عہدِ مبارک میں غنیمت، خُمُس، فَے، زکوٰۃ وغیرہ کے جو اموال آتے تھے آپؐ اسی وقت سب کے سامنے مسجد میں بیٹھ کر تقسیم کر دیتے تھے اور یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس رنگ میں بیت المال کا شعبہ عہدِ نبویؐ میں موجود تھا۔ البتہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں فتوحات کی وجہ سے دوسری مدات کے علاوہ غنیمت اور جزیہ کی آمدنی بھی کافی زیادہ آنی شروع ہوگئی، اس میں اضافہ ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کو ایک بیت المال قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ تقسیم اور خرچ ہو جانے تک مال وہاں رکھا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے اکابر صحابہؓ کے مشورہ سے ایک مکان اس کیلئے مختص کر دیا لیکن یہ بیت المال برائے نام ہی رہا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ نقد اور جنس آنے کے ساتھ ہی تقسیم کر دیا جائے۔

بعض روایات کے مطابق محکمہ مال کی ذمہ داری حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد ہوئی۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 181، البدر پبلیکیشنز لاہور 2000ء)

آغاز میں حضرت ابوبکرؓ نے وادی سُنُح میں بیت المال بنایا ہوا تھا اس کیلئے کوئی محافظ مقرر نہ تھا۔ سُنُح مدینہ کے مضافات میں مسجد نبوی سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ایک جگہ تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا آپؓ بیت المال کی حفاظت کیلئے کوئی محافظ کیوں مقرر نہیں فرماتے؟ آپؓ نے جواب دیا اسکی حفاظت کیلئے ایک قفل کافی ہے یعنی تالا لگا ہوا ہی کافی ہے کیونکہ جو کچھ بھی بیت المال میں جمع ہوتا تھا آپؓ اسے تقسیم فرما دیتے تھے، اکثر خالی ہی رہتا تھا یہاں تک کہ وہ بالکل خالی ہو جاتا۔ پھر جب آپؓ مدینہ منتقل ہو گئے تو بیت المال اپنے گھر میں ہی منتقل کر لیا۔ آپؓ کا طریق یہ تھا کہ جو مال بیت المال میں ہوتا لوگوں کو تقسیم کر دیا کرتے حتیٰ کہ وہ خالی ہو جاتا اور تقسیم کرنے میں ہر ایک کو برابر دیا کرتے تھے اور اسی مال سے آپؓ اونٹ، گھوڑے اور ہتھیار خرید کر اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیتے۔ ایک دفعہ آپؓ نے بدوؤں سے چادریں خرید کر مدینہ کی بیواؤں میں تقسیم کیں۔ (تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی، صفحہ 63-64، دار الکتاب العربی بیروت 1999ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 157، زوار اکیڈمی کراچی) تقسیم تو کئی دفعہ کی ہوں گی لیکن بہرحال یہ ذکر روایت میں ایک دفعہ کا ریکارڈ ہوا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کیلئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جانا اس کے بارے میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو ان کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے بھی بیت المال سے ہی وظیفے کا انتظام کیا گیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ میری قوم کو علم ہی ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا جس سے میں اپنے گھر والوں کی خوراک مہیا نہ کر سکتا۔ میری آمدنی اتنی تھی کہ آرام سے میں گھر چلا رہا تھا مگر اب میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول ہو گیا ہوں۔ سو ابوبکر کے اہل و عیال اب بیت المال سے کھائیں گے اور وہ یعنی ابوبکر مسلمانوں کیلئے اس مال میں کاروبار کرے گا اور تجارت سے ان کا مال بڑھاتا رہے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، حدیث نمبر 2070)

چنانچہ مسلمانوں نے آپؓ کیلئے سالانہ چھ ہزار درہم مقرر کیے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؓ نے اتنا منظور کیا تھا جتنا آپؓ کی ضرورت کیلئے کافی ہو۔ آپ پہلے والی تھے یعنی حکومت کے سربراہ تھے جس کی رعایا نے آپؓ کے مصارف منظور کیے۔ (ماخوذ از الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد 2، صفحہ 272، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

ایک روایت میں اس طرح ذکر ملتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز صبح کے وقت آپ بازار کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کیا کرتے تھے۔ آپؓ کو حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ملے۔ انہوں نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ بازار جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: یہ آپؓ کیا کرتے ہیں حالانکہ آپؓ مسلمانوں کے امور کے والی ہیں۔ آپؓ نے فرمایا تو میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں گا۔ تو وہ آپؓ کو اپنے ساتھ یہ کہہ کر لے گئے کہ ہم آپؓ کا حصہ مقرر کرتے ہیں۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 137، ابوبکر الصدیق، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

چنانچہ سالانہ تین ہزار درہم وظیفہ مقرر رہا۔ بعض روایات کے مطابق چھ ہزار درہم جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے وظیفہ مقرر ہوا اور بعض کے مطابق کل عہدِ خلافت میں چھ ہزار درہم دیے گئے۔ اسی طرح سیرت کی کتب میں تقریباً بالاتفاق یہ ملتا ہے کہ اگرچہ حضرت ابوبکرؓ نے بیت المال سے اپنی اور اہل و عیال کی ضروریات پوری کرنے کیلئے وظیفہ لیا مگر وفات کے وقت تمام رقمیں واپس کر دیں۔ چنانچہ ایک روایت ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ آپؓ کی زمین فروخت کر کے اس کی قیمت سے وہ رقم ادا کی جائے جو آپؓ نے بیت المال سے اپنے ذاتی مصارف کیلئے لی تھی۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد 2، صفحہ 272، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء) (طبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 143، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ایک اَور روایت میں اس طرح ذکر ملتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جب سے ہم خلیفہ ہوئے ہیں مَیں نے قوم کا کوئی دینار و درہم نہیں کھایا بلکہ معمولی کھانا اور موٹا لباس پہنتا رہا نیز مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں صرف یہ چیزیں ہیں: غلام، اونٹ اور چادر۔ لہٰذا میرے مرنے کے بعد ان تمام چیزوں کو عمر کو بھجوا دینا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آپؓ کی وفات ہوئی تو میں نے وہ چیزیں حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیں۔ حضرت عمرؓ چیزیں دیکھ کے رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسو زمین پر گرنے لگے اور حضرت عمرؓ یہی فرما رہے تھے کہ اللہ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنے بعد کے لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد 2، صفحہ 271، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

جب حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تو حضرت عمرؓ نے چند صحابہؓ کو بلا کر بیت المال کا جائزہ لیا تو حضرت عمرؓ نے اس میں کوئی چیز نہ درہم نہ دینار پایا۔ (تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی، صفحہ 64، دار الکتاب العربی بیروت 1999ء) کچھ بھی نہیں تھا، خالی تھا، سب تقسیم کر دیا تھا۔

محکمہ قضا کا نظام آپؓ نے جاری کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں اگرچہ محکمہ قضا کو باقاعدہ طور پر منظم نہیں کیا گیا تھا تاہم آپؓ نے قضا کا محکمہ حضرت عمرؓ کے سپرد کر رکھا تھا۔ (سیدنا صدیق اکبر از ابوالنصر، مترجم صفحہ 699)

ایک روایت میں ذکر ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں آپؓ کی طرف سے عدالت کی خدمات انجام دوں گا۔ حضرت عمرؓ ایک سال تک منتظر رہے مگر اس عرصہ میں کوئی دو شخص بھی آپ کے پاس قضیہ لے کر نہیں آئے۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 351، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

کوئی لڑائی جھگڑا ہی نہیں ہوتا تھا۔ کوئی مسائل نہیں پیدا ہوتے تھے۔ مقدمات کی تعداد بہت کم تھی۔ اگر کوئی مقدمہ آ بھی جاتا تو حضرت ابوبکرؓ خود اس کیلئے وقت نکال لیتے تھے، خود ہی حل کر دیا کرتے تھے۔ محکمہ قضا کے سربراہ حضرت عمرؓ تھے اور آپ کی مدد کیلئے درج ذیل اصحاب مقرر تھے: حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ (سیدنا صدیق اکبرؓ از ابوالنصر، مترجم صفحہ 699-700)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت امن و امان اور دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ مہینہ مہینہ گزر جاتا اور دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کیلئے میرے پاس نہ آتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 137، ابوبکر الصدیق، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

محکمہ افتا کے بارے میں لکھا ہے کہ نئے نئے قبائل اور آبادیاں حلقہ اسلام میں داخل ہو رہی تھیں اور حالات کے پیش نظر بعض نئے نئے فقہی مسائل بھی پیدا ہو رہے تھے۔ اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے عام مسلمانوں کی سہولت اور راہنمائی کیلئے محکمہ افتا قائم کیا اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو فتویٰ دینے پر مامور کیا کیونکہ یہ حضرات تفقہ فی الدین اور علم و اجتہاد کے لحاظ سے دوسروں سے ممتاز تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی فتویٰ دینے والے ان اصحاب میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے کو فتویٰ دینے کی اجازت نہ تھی۔ (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 182، البدر پبلیکیشنز لاہور 2000ء) (سیدنا صدیق اکبرؓ از ابوالنصر، مترجم صفحہ 700)

ایک مؤرخ نے لکھا ہے کتابت، لکھنے کا جو محکمہ تھا اسکے بارے میں لکھنے والا لکھتا ہے کہ عہدِ جدید کی اصطلاح میں کاتب کو حکومت کا سیکرٹری کہنا چاہیے۔ یعنی سیکرٹری جو نوٹس لیتا ہے، میٹنگز کے مِنٹس (Minutes) سناتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں یہ نظامِ دیوان قائم نہ ہوا تھا لیکن سرکاری احکام کی تحریر، معاہدوں کی ترقیم، ان کو لکھنا اور دوسرے تحریری کاموں کیلئے کچھ حضرات مخصوص تھے۔ کتابت کی خدمت پر حضرت عبداللہ بن ارقمؓ عہدِ نبوی سے مامور تھے۔ چنانچہ عہد صدیقی میں بھی ان کے سپرد یہ خدمت تھی۔

(الصدیقؓ از پروفیسر علی محسن صدیقی، صفحہ 194، قرطاس کراچی 2002ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت زید بن ثابتؓ نے محکمہ کتابت سنبھالا تھا اور بسا اوقات آپؓ کے پاس موجود دیگر صحابہؓ جیسے حضرت علیؓ یا حضرت عثمانؓ اس ذمہ داری کو نبھاتے تھے۔

(ابوبکر الصدیقؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی صفحہ 162 مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق بیروت 2003ء)

پھر فوج کا محکمہ ہے۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں کوئی باقاعدہ فوجی نظام نہ تھا۔ جہاد کے وقت ہر مسلمان مجاہد ہوتا تھا۔ فوج کی تقسیم قبائل کے مطابق ہوتی تھی۔ ہر قبیلے کا امیر الگ الگ ہوتا تھا اور ان سب پر امیر الامراء کا عہدہ ہوتا تھا جو کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایجاد تھی۔ (سیدنا صدیق اکبرؓ از ابوالنصر مترجم، صفحہ 701)

حضرت ابوبکرؓ نے سامانِ جنگ کی فراہمی کیلئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ مختلف ذرائع سے جو آمدنی ہوتی تھی اسکا ایک معقول حصہ فوجی اخراجات کیلئے علیحدہ نکال لیتے تھے جس سے اسلحہ اور باربرداری کے جانور خریدے جاتے تھے۔ مزید جہاد کے اونٹوں اور گھوڑوں کی پرورش کیلئے بعض چراگاہیں مخصوص کر دی تھیں۔

(کمانڈر صحابہ از علامہ محمد شعیب چشتی، صفحہ 87-88، مطبوعہ ممتاز اکیڈمی اردو بازار لاہور)

ایک سیرت نگار لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی عسکری حکومت کا نظام اس بدوی طریق کے زیادہ قریب تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے بھی پہلے قبائل عرب میں رائج تھا۔ اس وقت حکومت کے پاس کوئی باقاعدہ منظم لشکر موجود نہ تھا بلکہ ہر شخص اپنے طور پر جنگی خدمات کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتا تھا۔ جب لڑائی کا اعلان کر دیا جاتا تو قبائل ہتھیار لے کر نکل پڑتے اور دشمن کی جانب کوچ کر دیتے۔ سامان رسد اور اسلحہ کیلئے قبائل مرکزی حکومت کی طرف نہ دیکھتے تھے بلکہ خود ہی ان چیزوں کا انتظام کرتے تھے۔ حکومت کی طرف سے انہیں تنخواہ بھی ادا نہ کی جاتی تھی بلکہ وہ مالِ غنیمت ہی کو اپنا حق الخدمت سمجھتے تھے۔ میدان جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا اسکا 4/5 حصہ جنگ میں حصہ لینے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا تھا اور پانچواں حصہ خلیفہ کی خدمت میں دار الحکومت میں ارسال کر دیا جاتا تھا جسے وہ بیت المال میں جمع کر دیتا تھا۔ خمس کے ذریعہ سے سلطنت کے معمولی مصارف پورے کیے جاتے تھے۔

(ماخوذ از ابوبکر الصدیقؓ از محمد حسین ہیکل، مترجم صفحہ 456-457، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

جنگوں میں سپہ سالارانِ جنگ کو، جو جنگوں کے امیر الامراء بنائے جاتے تھے، ان کو حضرت ابوبکرؓ نے جنگ کے بارے میں جو ہدایات دیں، ان کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جنگ پر جانے والے سپہ سالاروں اور کمانڈروں کو بھی ہدایات دیتے تھے۔

حضرت اسامہؓ کے لشکر کو خطاب فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں تم کو دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔

تم خیانت نہ کرنا اور مالِ غنیمت سے چوری نہ کرنا۔ تم بدعہدی نہ کرنا اور مُثلہ نہ کرنا اور کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے کو اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کھجور کے درخت کاٹنا اور نہ اس کو جلانا اور نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا۔ نہ تم کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح کرنا سوائے کھانے کیلئے۔ جب ضرورت ہو کرو، نہیں تو نہیں۔ اور تم کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں وقف کر رکھا ہے۔ پس تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا انہیں کچھ نہیں کہنا جو راہب ہیں۔ اور تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے جو تمہیں مختلف قسم کے کھانے برتنوں میں پیش کریں گے۔ تم ان پر اللہ کا نام لے کر کھانا۔ اور تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو اپنے سر کے بال درمیان سے صاف کیے ہوں گے اور چاروں طرف پٹیوں کی مانند بال چھوڑے ہوں گے تو تلوار سے ان کی خبر لینا کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والے اور جنگیں کرنے والے لوگ ہیں۔ اللہ کے نام سے روانہ ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں ہر قسم کے زخم سے اور ہر قسم کی بیماری اور طاعون سے محفوظ رکھے۔

(تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری، جلد2، صفحہ 246، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو شام کی جنگ کیلئے بھیجتے ہوئے فرمایا۔ اس کا ذکر میں پہلے بھی پچھلے خطبہ میں کر چکا ہوں۔ بعض اہم باتوں کا خلاصہ دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔ یہ بڑی ضروری باتیں ہیں۔ یاد رکھنے والی ہیں۔ ہر عہدیدار کیلئے یاد رکھنے والی ہیں۔

آپؓ نے کہا کہ مَیں نے تمہیں والی مقرر کیا تاکہ تمہیں آزماؤں۔ تمہارا تجربہ کروں اور تمہیں باہر نکال کر تمہاری تربیت کروں۔ اگر تم نے اپنے فرائض بحسن وخوبی ادا کیے تو تمہیں دوبارہ تمہارے کام پر مقرر کروں گا اور تمہیں مزید ترقی دوں گا اور اگر تم نے کوتاہی کی تو تمہیں معزول کر دوں گا۔ اللہ کے تقویٰ کو تم لازم پکڑو۔ وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر کو دیکھتا ہے۔ لوگوں میں خدا کے زیادہ قریب وہ ہے جو اللہ سے دوستی کا سب سے بڑھ کر حق ادا کرنے والا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب وہ شخص ہے جو اپنے عمل کے ذریعہ سب سے زیادہ اس سے قربت حاصل کرے۔ پھر فرمایا۔ جاہلی تعصب سے بچنا۔ اللہ کو یہ باتیں انتہائی ناپسند ہیں۔ پھر فرمایا تم اپنے لشکر کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ ان کے ساتھ خیر سے پیش آنا۔ جب انہیں وعظ ونصیحت کرنا تو مختصر کرنا کیونکہ بہت زیادہ گفتگو بہت سی باتوں کو بھلا دیتی ہے۔ تم اپنے نفس کو درست رکھو لوگ تمہارے لیے درست ہو جائیں گے۔ لیڈر اپنے درست رکھیں۔ عہدیدار اپنی حالت درست رکھیں تو لوگ خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔ اور نمازوں کو ان کے اوقات پر رکوع اور سجود کو مکمل کرتے ہوئے ادا کرنا۔ نمازوں کی پابندی بڑی ضروری ہے۔

پھر فرمایا کہ جب دشمن کے سفیر تمہارے پاس آئیں تو ان کا اکرام کرنا، عزت کرنا۔ انہیں بہت کم ٹھہرانا۔ تمہارے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہریں اور وہ تمہارے لشکر سے جلد نکل جائیں۔ لشکر میں زیادہ دیر نہ رہیں جلدی نکل جائیں تاکہ وہ اس لشکر کے بارے میں کچھ جان نہ سکیں۔ ان کو اپنے کاموں کے بارے میں مطلع نہ کرنا۔ بڑی مختصر باتیں بتانا۔ فرمایا کہ اپنے لوگوں کو ان سے بات کرنے سے روک دینا۔ ہر ایک کو ان سفیروں سے ملنے نہ دینا۔ یہ نہیں کہ جہاں چاہیں وہ چلے جائیں اور ملتے چلے جائیں۔ نہیں۔ یہ صرف جن سے ملنا ہے جن سے بات کرنی ہے ان سے بات کریں۔ وہ عوام میں نہ گھس جائیں۔ جب تم خود ان سے بات کرو تو اپنے بھید کو ظاہر نہ کرنا۔ خود بھی سفیروں سے بڑی احتیاط سے بات کرنا۔ پھر مشورہ کے بارے میں بتایا کہ جب تم کسی سے مشورہ لینا تو بات سچ کہنا، صحیح مشورہ ملے گا۔ ساری بات بتا کے پھر مشورہ لینا۔ مشیر سے اپنی خبر مت چھپانا ورنہ تمہاری وجہ سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔ سارے دن کی معلومات حاصل کرنے کے بارے میں کہ کس طرح معلومات حاصل کی جائیں۔ کس طرح عہدیدار کو، لیڈر کو، کمانڈر کو انفارمیشن معلوم ہو تو فرمایا کہ رات کے وقت اپنے دوستوں سے باتیں کرو۔ شام کے وقت بیٹھو ان میں سے لوگ چنو ان سے باتیں کرو تمہیں خبریں مل جائیں گی۔ اکثر بغیر اطلاع دیے ہی اچانک ان کی چوکیوں کا معائنہ کرنا۔ نگرانی بھی ضروری ہے۔ جسے اپنی حفاظت گاہ سے غافل پاؤ اس کی اچھی طرح تادیب کرنا۔ پھر فرمایا کہ سزا دینے میں جلدی نہ کرنا اور نہ بالکل نظر انداز کرنا۔ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ نہ سزا دینے میں، فیصلہ کرنے میں جلد بازی کرنی ہے نہ یہ کہ بالکل غافل ہو جاؤ کچھ کہو ہی نہ۔ اپنی فوج سے غافل نہ رہنا۔ ان کی جاسوسی کر کے ان کو رسوا نہ کرنا۔ ہر وقت جستجو، اپنے لوگوں کی جاسوسی نہ کرتے رہنا کیونکہ اس طرح ان کی رسوائی ہوتی ہے۔ ان کے راز کی باتیں لوگوں سے نہ بیان کرنا۔ جو راز تمہیں پتہ لگے کسی اَور سے نہ بیان کرنا۔ بیکار قسم کے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا۔ سچے اور وفادار لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرنا۔ بزدل نہ بننا ورنہ لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ مالِ غنیمت میں خیانت سے بچنا۔ یہ محتاجی سے قریب کرتی ہے اور فتح ونصرت کو روکتی ہے۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 253-254، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

یہ بہت سی باتیں ہیں جو میں نے نئی بیان کیں۔ ان میں سے بعض باتیں جیسا کہ میں نے پہلے کہا علاوہ فوجی افسروں کے ہمارے عہدے داروں کیلئے بھی ضروری ہیں جس کا انہیں خیال رکھنا چاہیے تبھی کام میں برکت پڑے گی۔ یہ خلاصہ میں دوبارہ جیسا کہ پہلے کہا ہے اس لیے بیان کر رہا ہوں تاکہ عہدیداروں کو یاد رہے۔

اسلامی حکومت کی مختلف ریاستوں میں تقسیم کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں بلادِ اسلامیہ کو مختلف ریاستوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان ریاستوں میں آپ نے امراء اور گورنر مقرر کیے۔ مدینہ ان کا دار الخلافہ تھا۔ یہاں حضرت ابوبکرؓ بحیثیت خلیفہ تھے۔ (خلاصہ از ابوبکر الصدیقؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی، صفحہ 176، 180، 181 مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق بیروت 2003ء)

عُمّال مقرر کرنے کے طریق کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا طریق کار یہ تھا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کسی قوم پر گورنر مقرر کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے کہ اگر اس قوم کے افراد میں نیک وصالح افراد ہوتے تو انہی میں سے گورنر مقرر فرماتے۔

طائف اور بعض دیگر قبائل پر انہی میں سے گورنر مقرر فرمایا اور جب آپ کسی شخص کو بحیثیت گورنر مقرر کرتے تو اس علاقے پر اس کی گورنری کا عہد نامہ تحریر کرا دیتے اور اکثر اوقات اس علاقے تک پہنچنے کا راستہ بھی اس کیلئے متعین فرما دیتے۔ اور اس میں ان مقامات کا ذکر کرتے جہاں سے ان کو گزرنا ہوتا تھا۔ خاص کر جب یہ تقرری ان علاقوں سے متعلق ہوتی جو ابھی فتح نہیں ہوئے ہوتے تھے اور اسلامی خلافت کے کنٹرول سے باہر ہوتے۔ فتوحات شام اور عراق اور مرتدین کے خلاف جنگوں میں یہ چیزیں بالکل نمایاں نظر آتیں اور بسا اوقات آپ بعض ریاستوں کو دوسروں کے ساتھ ضم کر دیتے، خاص کر مرتدین سے قتال کے بعد یہ عمل میں آیا۔ چنانچہ حضرت زیاد بن لبیدؓ جو حضر موت کے گورنر تھے ان کی نگرانی میں کِندَہ کو بھی شامل کر دیا اور اس کے بعد وہ حضر موت اور کِندَہ دونوں کے گورنر رہے۔

(ابوبکر الصدیقؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی صفحہ 179 مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق بیروت 2003ء)

حضرت ابوبکرؓ کے دور میں عاملین کے انتخاب میں اولیتِ اسلام کو دیکھا جاتا نیز ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا جو درسگاہِ نبوت سے تربیت یافتہ ہو۔ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ملی ہو ان کو عامل مقرر کیا جاتا۔ پہلی preference وہ تھی، پہلی ترجیح وہ تھی۔ اس سلسلہ میں آپؓ کا معیار یہ تھا کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کیلئے مقرر فرما گئے تھے آپ اس میں ہرگز ردّ وبدل نہ فرماتے تھے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ بعد میں بعض لوگوں نے مصلحت کے پیش نظر کسی بزرگ صحابی کو اس عہدے پر متمکن کرنے کا مشورہ دیا لیکن آپ نے حضرت اسامہؓ کو ہی برقرار رکھا۔ اسی طرح آپؓ یہ بھی دیکھتے تھے کہ کس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ فیض حاصل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اکثر وبیشتر مختلف ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد کیا کرتے تھے جو فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں آپؓ نے کبھی قبائلی عصبیت یا اقربا نوازی کا رویہ اختیار نہیں کیا۔ اسی سخت اصول اور بلند معیاری کا نتیجہ تھا کہ آپؓ کے مقرر کردہ عمال وحکام نے ہمیشہ اپنی بہترین صلاحیتیں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے استعمال کیں۔ (سیدنا صدیق اکبرؓ از ابوالنصر مترجم، صفحہ 693)

حضرت ابوبکر صدیقؓ عمال کی تقرری میں اہل علاقہ کی رائے کا بھی احترام کرتے تھے چنانچہ حضرت علاء بن حضرمیؓ عہدِ نبوی میں بحرین کے گورنر رہے۔ بعد میں کسی وجہ سے ان کو وہاں سے کہیں اَور بھجوا دیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے دَورِ خلافت میں اہلِ بحرین نے حضرت ابوبکرؓ کو درخواست کی کہ حضرت علاءؓ کو ان کے پاس واپس بھجوا دیا جائے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عَلاء بن حَضْرَمیؓ کو بحرین کا گورنر بنا کر ان کے پاس بھجوا دیا۔

(ماخوذ از فتوح البلدان لبلاذری صفحہ 131 مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

عاملین کو بھی آپؓ نے ہدایات دیں۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حکام کے تقرر کے موقع پر خود ہدایات دیتے تھے چنانچہ تاریخ طبری میں ہے کہ عمرو بن عاصؓ اور ولید بن عقبہؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ظاہر وباطن میں خدا سے ڈرتے رہو۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کیلئے رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسے ذریعہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے یعنی اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑھا کر اجر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ان سب میں بہتر ہے جس کی خدا تعالیٰ کے بندے ایک دوسرے کو تلقین کرتے ہیں۔ تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جا رہے ہو لہٰذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا کوتاہی کرنا ناقابلِ معافی جرم ہے۔ پس تمہاری طرف سے سستی اور غفلت ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 332، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مُستَورِد بن شدادؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہمارا عامل ہو وہ ایک بیوی رکھ لے اور اگر اسکے پاس خادم نہ ہو تو وہ ایک خادم رکھ لے۔ اگر اسکے پاس رہائش کیلئے مکان نہ ہو تو رہائش کیلئے ایک مکان رکھ لے۔ مستورد نے کہا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جو شخص ان اشیاء کے علاوہ کچھ بھی لے تو وہ خائن ہے یا فرمایا کہ وہ چور ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارہ والفئ، باب فی ارزاق العمال، حدیث 2945)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَیۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡہُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا (النساء: 150)

ترجمہ: اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

طالب دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران: 32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامار یڈی)

پوری کوشش کریں کہ اپنی بیعت کی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کریں

بیعت کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں

اس لیے بیعت کرنے کے بعد آپ کو چاہئے کہ آپ ہمیشہ خود کو اپنے فرائض کی یاد دہانی کراتے رہیں

اللہ تعالیٰ نے آپ پر خلافت احمدیہ کا خصوصی فیض اور انعام عطا فرمایا ہے

اس لیے اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو توفیق دے کہ آپ خلافت کے الٰہی نظام کے ساتھ انتہائی مضبوطی سے وابستہ رہیں

جلسہ سالانہ امریکہ 2022ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اسلام آباد (یو.کے)

پیارے ممبران جماعت احمدیہ مسلمہ یو.ایس.اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے کووڈ (Covid) کی عالمگیر وبا کے بعد آپ کو ایک بار پھر باقاعدہ طور پر جلسہ سالانہ 2022ء منعقد کرنے کا موقع ملا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم الشان کامیابی عطا فرمائے اور آپ تمام احباب، جلسہ کے اصل مقاصد کے قدر دان ہوں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ درحقیقت اس جلسہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ آپ مذہبی علوم اور روحانی تربیت سے فیض یاب ہوں اور جلسہ کے اختتام کے بعد جب آپ واپس جائیں تو آپ یہاں سے حاصل کردہ ہدایات کو دوسروں تک بھی پہنچائیں اور پوری کوشش کریں کہ اپنی بیعت کی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کریں۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کیلئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کیلئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بابرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔“

بیعت کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس بات کو پہچانے کہ میری ذات اب میری نہیں رہی اور مجھے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی ہر حالت میں پابندی کرنا ہوگی اور انتہائی ایمان داری کے ساتھ اس پر کاربند رہنا ہوگا اور اپنے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ماتحت لانا ہوگا، یہ درحقیقت بیعت کی دس شرائط کا خلاصہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت کنندگان کی ذمہ داریوں کی مزید وضاحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

”اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے......خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔“

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول صفحہ 196-198)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد اور دیگر بہت سے ارشادات بالکل واضح کر دیتے ہیں کہ بیعت کیا ہے۔ اس لیے بیعت کرنے کے بعد آپ کو چاہیے کہ آپ ہمیشہ خود کو اپنے فرائض کی یاد دہانی کراتے رہیں تاکہ آپ ان شرائط کا احترام بھی کرتے رہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ اپنے تعلق کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر خلافت احمدیہ کا خصوصی فیض اور انعام عطا فرمایا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو توفیق دے کہ آپ خلافت کے الٰہی نظام کے ساتھ انتہائی مضبوطی سے وابستہ رہیں۔

میری انتہائی مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذاتی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام احمدیت کے پیغام کو دُور دراز علاقوں تک پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ان احباب کو جو اس روحانی پیغام پر پوری توجہ مرکوز رکھیں، توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہیں اور احمدیت کی پناہ میں آ جائیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے تمام دکھوں سے نجات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 9 ستمبر 2022ء)

......☆......☆......☆......

عُمال کا محاسبہ کس طرح ہوتا تھا؟ حضرت ابوبکرؓ عمال و حکام کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت حاصل کر چکے تھے اس لیے حضرت عمرؓ کے برعکس حضرت ابوبکرؓ ان کی معمولی بھول چوک سے درگذر فرماتے تھے۔ نظر رکھتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں لیکن معمولی باتوں کو درگذر فرماتے تھے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے عُمال اور آدمیوں کو قید نہیں کرتے تھے لیکن جب کوئی سخت غلطی کرتا تو آپ اس کو مناسب تنبیہ ضرور فرماتے تھے خواہ وہ عہدے کے اعتبار سے کتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ حضرت مہاجر بن امیہؓ کے بارے میں آپ کو معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک ایسی عورت کے دانت اکھڑوا دیے ہیں جو مسلمانوں کی ہجو کرتی ہے تو اس پر آپؓ نے فوراً حضرت مہاجرؓ کو سرزنش کا خط لکھا۔ حتیٰ کہ اگر آپؓ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کی کسی کوتاہی کا علم ہوتا تو آپ ان کو بھی سرزنش کرنے میں تامل نہ فرماتے۔ (سیدنا صدیق اکبرؓ از ابوالنصر، مترجم صفحہ 695)

امراء اور گورنروں کی ذمہ داریوں کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مختلف علاقوں، شہروں اور قصبوں میں جو گورنر اور امراء مقرر کیے تھے ان کی مختلف ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں لگائی گئی تھیں۔ امراء اور ان کے نائبین کی مالی ذمہ داریاں بھی تھیں۔ وہ اپنے اپنے علاقے میں علاقے کے دولتمندوں سے زکوٰۃ وصول کر کے غرباء میں تقسیم کرتے تھے اور غیر مسلموں سے جزیہ لے کر بیت المال میں جمع کراتے تھے۔ ان کی یہ ذمہ داری عہدِ نبویؐ سے چلی آ رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہونے والے معاہدوں کی تجدید کی گئی۔ نجران کے والی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل نجران کے درمیان کیے گئے معاہدے کی تجدید کی تھی کیونکہ اہلِ نجران کے عیسائیوں نے اس کا مطالبہ کیا تھا۔ امراء اپنے اپنے علاقوں میں لوگوں کو دینی تعلیم دینے اور اسلام کی تبلیغ و دعوت اور نشر و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر مساجد میں حلقہ بنا کر لوگوں کو قرآن اور اسلامی احکام اور آداب سکھاتے تھے۔ وہ ایسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں کرتے تھے۔ یہ ذمہ داری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ کی نظر میں سب سے اہم شمار ہوتی تھی۔ اس لیے حضرت ابوبکرؓ کے امراء اور گورنروں نے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا اور اچھی طرح نبھایا حتیٰ کہ ایک مؤرخ حضرت ابوبکرؓ کے حضرموت میں مقرر کردہ امیر زِیَاد بن لبید کے بارے میں لکھتا ہے کہ جب صبح ہوتی تو زِیَاد لوگوں کو قرآن پڑھانے کیلئے تشریف لے آتے جیسا کہ وہ امیر بننے سے پہلے قرآن پڑھانے آیا کرتے تھے۔ اسی طرح تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے ان امراء نے اپنے علاقوں میں اسلام کی نشر و اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

مفتوحہ علاقوں اور مرتد اور باغی ہو جانے والے علاقوں میں اسی تعلیم کی بدولت اسلام مضبوط ہوا۔ ایسے علاقے جہاں ان کے باسی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور دینی احکام سے بے خبر تھے ان علاقوں میں اس تعلیم کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا جبکہ اسلام کے مضبوط مراکز مثلاً مکہ مکرمہ، طائف اور مدینہ منورہ میں بھی ایسے معلمین مقرر تھے جو لوگوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے تھے۔ یہ سب کچھ اس کے خلیفہ یا امیر کے حکم پر ہوتا تھا یا جنہیں خلیفہ خاص طور پر مختلف علاقوں میں تعلیم کے لیے متعین کرتا تھا وہ یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ علاقے کا امیر یا گورنر اپنے صوبے کے انتظامی امور کا براہِ راست ذمہ دار ہوتا تھا۔ اگر اسے کسی سفر پہ جانا ہوتا تو وہ اپنا نائب مقرر کرتا تھا جو کہ اس کی واپسی تک انتظامی امور کی نگرانی کرتا تھا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت مہاجر بن ابی امیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کندہ کا گورنر مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے بھی انہیں اسی عہدے پر برقرار رکھا۔ مہاجر اپنی بیماری کی وجہ سے یمن نہیں جا سکے وہ مدینہ میں رک گئے اور اپنی جگہ زیاد بن لبید کو روانہ کیا کہ ان کی شفایابی اور یمن تشریف آوری تک ان کے فرائض انجام دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس امر کی اجازت دے دی۔ اسی طرح عراق کی گورنری کے دوران حضرت خالد بن ولیدؓ حِیرَہ میں اپنی واپسی تک اپنا نائب مقرر کر دیتے تھے۔

(حضرت ابوبکرؓ کی زندگی کے سنہرے واقعات، از عبدالمالک مجاہد، صفحہ 189، 188 مکتبہ دارالسلام الریاض)

یہ ذکر چل رہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی بیان ہوگا۔

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

مکی زندگی میں اشاعت اسلام

بعثت کے بعد جو قریباً تیرہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں گزارے اُن میں اسلام سر زمین عرب میں گو جڑ پکڑ چکا تھا اور قریش مکہ سے باہر بھی اس کا اثر پہنچ چکا تھا، چنانچہ ابوذر غفاری، عبداللہ بن مسعود ھذیلی، ضماد بن ثعلبہ ازدی، ابوموسیٰ اشعری، طفیل بن عمرو دوسی، سعد بن معاذ اَوسی، سعد بن عبادہ خزرجی وغیرہ کئی غیر قبائل کی مثالیں موجود ہیں جو اس زمانہ میں اسلام لائے، مگر اس میں شک نہیں کہ ابھی تک اسلام ایک نہایت کمزور حالت میں تھا اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے ان مخالف عناصر کے مقابلہ میں جنکا اسے سامنا تھا اسکی زندگی خطرہ سے باہر نہیں تھی۔

قریش مکہ میں سے ہجرتِ نبوی تک اسلام لانے والوں کی تعداد صحیح طور پر معلوم نہیں ہے اور نہ کسی روایت میں بیان ہوئی ہے لیکن قرائن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قریش اور ان کے متعلقین میں سے ہجرت تک مسلمان ہونے والوں کی تعداد تین سو نفوس سے کسی صورت میں زیادہ نہیں ہوگی۔ اس تعداد میں عورتیں اور بچے سب شامل ہیں۔ گویا قریش مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ کوششوں کا نتیجہ یہی تین سو جانیں تھیں اور یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ ان میں سے کثیر تعداد ان لوگوں کی تھی جو اپنی کم سِنی یا مفلسی یا کسی اور وجہ سے قریش میں کوئی اثر و رسوخ نہیں رکھتے تھے۔

قریش کے علاوہ دیگر قبائل عرب میں سے مسلمان ہونے والوں کی تعداد اہل یثرب کو الگ رکھتے ہوئے بہت ہی کم نظر آتی ہے۔ ہاں یثرب میں البتہ جلد جلد اسلام پھیلا اور قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ہجرت نبوی سے پہلے مدینہ والوں میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد بشمولیت زن و فرزند کئی سو تک ضرور پہنچ چکی ہوگی۔ اس طرح گویا ہجرت تک کل مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ قریباً ایک ہزار بنتی ہے۔ جن میں اگر عورتوں اور بچوں کو الگ الگ رکھیں تو بالغ مرد شاید تین چار سو ہوں گے لیکن یہ بھی ہجرت کے بعد سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں موجود نہیں تھے بلکہ کچھ متفرق طور پر اپنے اپنے قبائل میں تھے۔ کچھ حبشہ میں تھے اور کچھ ہجرت کی طاقت نہ رکھنے والے ابھی تک مکہ میں ہی قریش کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے تھے۔ اس قلیل نفری کے ساتھ اسلام مذاہب عالم کی جولانگاہ میں بازی لے جانے کا دعویٰ بھرتا ہوا قدم زن ہو رہا تھا۔

قریش کی ایذارسانیوں کا اثر مسلمانوں پر

قریش کے مظالم کی مختصر کیفیت اُوپر بیان ہو چکی ہے۔ ان مصائب پر مسلمانوں نے صبر اور برداشت کا جو اعلیٰ نمونہ دکھایا وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ صحیح روایات سے ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کسی شخص نے ان مصائب سے ڈر کر ارتداد کی راہ اختیار کی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں بلاشبہ ہم کو بعض مرتدین نظر آتے ہیں اور دراصل ارتداد کا سلسلہ ایک حد تک ہر نبی کے زمانہ میں پایا جاتا ہے لیکن آپؐ کی مکی زندگی میں محض مصائب کے ڈر کی وجہ سے کسی مسلمان کے حقیقی ارتداد کا ذکر کم از کم مجھے کسی صحیح روایت میں نہیں ملا۔ اس کی یہ وجہ تھی کہ چونکہ قریش کے یہ مظالم برملا ہوتے تھے اور ہر شخص مسلمانوں کے مصائب و آلام سے آگاہ تھا اس لئے اس زمانہ میں جو بھی ایمان لاتا تھا وہ اس بات کے فیصلہ کے بعد اسلام لاتا تھا کہ مجھے حق کی راہ میں جتنی بھی تکالیف سہنی پڑیں وہ مَیں برداشت کروں گا۔ اس لیے مسلمان ہونے کے بعد یہ مصائب کسی شخص کو اسلام سے پھیر نہیں سکتے تھے مگر وقتی طور پر ان مصائب کا ایک ضرر رساں اثر ضرور تھا اور وہ یہ کہ بہت سے ایسے لوگ تھے جو ان مصائب کی وجہ سے اسلام لانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کا اثر پہنچتا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ شرک و بُت پرستی کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آجائیں مگر ان مصائب کے طوفان کے سامنے ایمان کی چنگاری ان کے قلوب میں چمک چمک کر بجھ بجھ جاتی تھی۔ پھر بہتیرے ایسے بھی تھے جن کو ان مصائب کے منظر نے اسلام کی طرف توجہ کرنے سے ہی روک رکھا تھا۔ علاوہ ازیں قریش کے مظالم کا ایک یہ بھی اثر تھا کہ مسلمان پوری طرح اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتے تھے اور چونکہ جتنی تبلیغ زیادہ ہو اسی نسبت سے پیغامِ حق زیادہ لوگوں تک پہنچتا ہے اور پھر اسی نسبت سے ماننے والے بھی زیادہ نِکل آتے ہیں۔ اس لیے بھی مکہ میں مسلمانوں کی تعداد جلد جلد ترقی نہیں کر سکی۔ مسلمان ان رکاوٹوں کو محسوس کرتے تھے اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمن بن عوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ’’یا رسول اللہ! جب ہم مشرک تھے تو ہم معزز تھے اور کوئی شخص ہماری طرف آنکھ تک نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ لیکن مسلمان ہو کر ہم کمزور و ناتواں ہو گئے ہیں اور ہمیں ذلیل ہو کر رہنا پڑتا ہے۔ پس آپؐ ہمیں ظالموں کے مقابلہ کی اجازت دیں۔‘‘ آپؐ نے فرمایا: اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا ’’مجھے ابھی تک عفو کا حکم ہے۔ اس لیے میں تمہیں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔‘‘

اپنے آقا کے اس حکم پر مسلمانوں نے ہاں انہی شیر دل مسلمانوں نے جنہوں نے اسکے چند سال بعد قیصر و کسریٰ کے تخت اُلٹ کر رکھ دیئے جس صبر و رضا کے ساتھ ان مظالم کو برداشت کیا اس کی کسی قدر تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مکہ میں مسلمانوں کا کفّار کے مقابلہ میں تلوار نہ اٹھانا اور خاموشی اور صبر کے ساتھ ان مظالم کو برداشت کرنا اس وجہ سے نہیں تھا جیسا کہ بعض مخالفین نے سمجھا ہے کہ وہ کمزور تھے اور مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے بلکہ اس لیے تھا کہ ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عفو کا حکم تھا اور صحابہ کو مقابلہ کی اجازت نہیں تھی، لیکن جب اتمام حجت ہو چکا اور کفّار اپنے مظالم سے باز نہ آئے بلکہ دن بدن زیادہ شوخ اور زیادہ متمرد ہوتے گئے اور انہوں نے اسلام کے پودے کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کی ٹھان لی اور ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا تو باوجود اس کے کہ اس وقت بھی آپؐ کے پاس عرب کے مقابلہ کیلئے قطعاً کوئی جمعیت نہ تھی آپؐ نے وہی مٹھی بھر جماعت لے کر ان کا مقابلہ کیا اور چونکہ اللہ کی نصرت آپؐ کے شامل حال تھی آپؐ اس مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

ہجرت نبویؐ اور اس کی علت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی ہجرت کوئی خوشی کا سفر نہ تھا جو سیر و سیاحت کی غرض سے کیا گیا ہو بلکہ یہ سفر قریش کے ان بیدردانہ مظالم کا نتیجہ تھا جن کا مسلمان سالہا سال سے تختۂ مشق بنے ہوئے تھے۔ حتی کہ آخر تنگ آ کر مسلمانوں اور ان کے محبوب آقاؐ کو وطن سے بے وطن ہونا پڑا۔ جو جو مظالم ان ابتدائی تیرہ سالوں میں مسلمانوں نے قریش مکہ اور ان کے ہم خیالوں کے ہاتھوں برداشت کئے ان کا صحیح صحیح اندازہ کرنا محال ہے۔ صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ عرب جیسے جاہل اور آزاد ملک میں قریش جیسی وحشی اور متکبر قوم اپنی عداوت کے جوش و خروش میں جو جو مظالم کمزور و بے بس مسلمانوں پر کر سکتی تھی وہ سب اس نے کئے۔ مسلمانوں کی تذلیل کیلئے ان پر ہنسی اور مذاق اڑایا گیا۔ ان کے خلاف دل آزار طعن و تشنیع اور گندی گالی گلوچ سے کام لیا گیا۔ ان کو خدا کی عبادت سے روکا گیا اور توحید کے اعلان سے جبراً منع کیا گیا۔ ان کو اُن کے پیارے اور محبوب آقا سے الگ کر دینے کی کوشش کی گئی۔ ان کو نہایت بے دردانہ طور پر مارا اور پیٹا گیا۔ ان میں سے بعض کو نہایت وحشیانہ طور پر قتل کیا گیا۔ ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ ان کا بائیکاٹ کر کے اُن کو بھوک اور پیاس سے ہلاک کرنے کی ٹھانی گئی۔ ان کے مال و متاع چھین لیے گئے۔ حتی کہ ان کو اپنے وطن سے نکل کر بھاگنا پڑا اور جو ٹھہرے وہ سینے پر پتھر رکھ کر ٹھہرے۔ پھر ان کے آقا اور سردار کو جو انہیں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز تھا سخت سے سخت دکھ دیئے گئے اور برملا بدنی تکالیف پہنچائی گئیں اور اس پر پتھر برسائے گئے حتی کہ اس کا بدن خون سے تربتر ہو گیا اور آخر اس کے قتل کا منصوبہ کیا گیا اور منصوبہ بھی ایسا کہ جس میں سب قبائل قریش شریک تھے اور ہر قبیلہ اسکے مقدس خون سے اپنے ناپاک ہاتھ رنگنے کے واسطے تیار ہو گیا اور اسلام کے پودہ کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کی ٹھان لی گئی۔ تو کیا ان مظالم کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی ہجرت کوئی معمولی سفر تھا کہ یونہی رائیگاں جاتا اور خدائے غیور کی غیرت جوش میں نہ آتی؟ نہیں بلکہ ہجرت میں خدا کی طرف سے یہ صاف اشارہ تھا کہ اب قریش کے مظالم کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اور وقت آ گیا ہے کہ ظالم اپنی کیفرِ کردار کو پہنچے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 253 تا 255، مطبوعہ قادیان 2011)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مجلس میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔

(بخاری، کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

طالبِ دُعا : نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں میری پیروی میں لوگوں کا حشر ہوگا اور میں آخر میں آنے والا ہوں میرے بعد کوئی (مستقل) نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری، کتاب المناقب)

طالبِ دُعا : خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(771) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شیخ عبدالحق صاحب ساکن وڈالہ بانگر تحصیل وضلع گورداسپور نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ غالباً 1906ء یا 1907ء کا ذکر ہے۔ خاکسار راقم تحصیل دار بندوبست کے سرشتہ میں بطور محرر کام کرتا تھا۔ چونکہ بندوبست کا ابتداء تھا اور عملہ بندوبست ابھی تھوڑا آیا ہوا تھا۔ تحصیلدار بندوبست صرف دو ہی آئے ہوئے تھے۔ اس لئے دو تحصیلوں کا کام تحصیلدار صاحبان کے سپرد تھا۔ جن تحصیلدار صاحب کے ماتحت خاکسار کام کرتا تھا ان کے سپرد تحصیل بٹالہ اور گورداسپور کا کام تھا۔ تحصیل بٹالہ میں موضع رتر چھتر المعروف مکان شریف میں ایک بزرگ حضرت امام علی شاہ صاحب گزرے ہیں۔ دور دور تک لوگ ان کے معتقد ہیں اور اکثر دیہات میں آپ کے مریدوں نے بہت کثرت کے ساتھ اپنی اراضیات بزرگ موصوف کے نام منتقل کردی ہوئی ہیں۔ اس وراثت کے متعلق شاہ صاحب مذکور کی اولاد میں باہمی تنازعہ ہوگیا۔ جناب میر بارک اللہ صاحب جو ان دنوں گدی نشین تھے، وہ ایک خاص حصہ رقبہ میں سے بعض وجوہات کے ماتحت اپنے چھوٹے بھائی میر لطف اللہ شاہ صاحب کو حصہ دینا نہیں چاہتے تھے۔ اس پر میر لطف اللہ شاہ صاحب نے تقسیم اراضی کا مقدمہ تحصیلدار بندوبست کے محکمہ میں دائر کر دیا۔ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے دونوں بھائی ہمارے محکمہ میں تاریخ مقررہ پر عموماً آیا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن جو جمعہ تھا، تحصیلدار صاحب کا مقام کوٹ ٹوڈرمل جو قادیان کے قریب ہے، ہوا اور اسی دن شاہ صاحبان کی پیشی تھی۔ اس لئے ہر دو صاحبان کوٹ ٹوڈرمل تشریف لائے۔ خاکسار بغرض ادائیگی جمعہ باجازت تحصیلدار صاحب قادیان آیا اور جمعہ مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیت میں پڑھا۔ جمعہ سے فارغ ہو کر جب حضور گھر تشریف لیجا رہے تھے تو ابھی اسی دروازہ میں تھے جس میں بالعموم آپ مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میر لطف اللہ شاہ مکان شریف والے حضور کی زیارت کیلئے تشریف لائے ہیں حضور اجازت فرمائیں تو وہ آئیں۔ حضور نے اجازت دی اور آپ وہیں مسجد مبارک میں اس دریچہ کے ساتھ جو جانب شمالی گوشہ مغربی سے گلی میں کھلتا ہے، ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ خاکسار کو بھی حضور کے پاس ہی بیٹھنے کا موقعہ مل گیا۔ میر لطف اللہ شاہ صاحب تشریف لائے اور حضور کے سامنے جنوبی دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اس وقت مسجد مبارک کوچہ کے بالائی حصہ پر ہی واقعہ تھی اور ابھی اس کی توسیع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس کا عرض بہت تھوڑا تھا۔ حضرت صاحب شمالی دیوار کے ساتھ رونق افروز تھے۔ اور شاہ صاحب سامنے جنوبی دیوار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

حضور نے شاہ صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ کس طرح تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے مقدمہ کا سارا ماجرہ بیان کیا۔ اس سارے طویل قصہ کو سننے کے بعد حضور نے فرمایا شاہ صاحب جب انسان دنیا کو چھوڑتا ہے اور مولا کریم کی طرف اس کی توجہ مبذول ہو جاتی ہے تو وہ آگے آگے دوڑتا ہے اور دُنیا اس کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہے۔ لیکن جب انسان خدا سے منہ موڑ لیتا ہے اور دنیا کے پیچھے پڑتا ہے تو اس وقت دنیا آگے آگے دوڑتی ہے اور وہ پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ مطلب حضور کا یہ تھا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ آپ کے بزرگ دنیا سے دل برداشتہ ہو کر خدا کے بن گئے تھے تو دنیا کی جائدادیں خودبخود اُن کی طرف آگئیں اور اب آپ نے خدا سے وہ تعلق قائم نہ رکھا اور انہیں جائدادوں پر گر گئے۔ تو اب وہی جائدادیں آپ کیلئے نصب العین ہوگئی ہیں اور آپ کی ساری توجہ دنیا طلبی میں صرف ہو رہی ہے۔ مگر پھر بھی جائدادیں ہاتھ سے نکلی جا رہی ہیں۔ اس وقت شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا کی جائے۔ حضور نے دُعا کی اور شاہ صاحب واپس مکان شریف چلے گئے۔ اس وقت مسجد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل بھی وہاں موجود تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ رتر چھتر یعنی مکان شریف ڈیرہ بابا نانک کے قریب ہے اور اس وقت اِس کے گدّی نشین صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ مگر ان میں سے خدا نے ایک نیک وجود احمدیت کو بھی دے رکھا ہے۔ میری مراد لیفٹیننٹ ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب ہیں۔ جو اسی خاندان میں سے ہیں اور نہایت مخلص احمدی ہیں۔

(772) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی بھی کسی سے معانقہ کرتے نہیں دیکھا۔ مصافحہ کیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کے مصافحہ کرنے کا طریقہ ایسا تھا جو عام طور پر رائج ہے۔ اہلحدیث والا مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے۔

(773) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ صدقہ اور زکوٰۃ سادات کیلئے منع ہے مگر اس زمانہ میں جب ان کے گذارہ کا کوئی انتظام نہیں ہے، تو اس حالت میں اگر کوئی سید بھوکا مرتا ہو اور کوئی اور صورت انتظام کی نہ ہو تو بے شک اسے زکوٰۃ یا صدقہ میں سے دیدیا جائے۔ ایسے حالات میں ہرج نہیں ہے۔

(774) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کے دَوران میں ایک دفعہ مجھے خواب آیا کہ اس پیشگوئی کی میعاد کے مطابق عبداللہ آتھم کے مرنے کا آخری دن یہ ہے۔ خواب میں وہ دن بھی بتایا گیا۔ اس وقت مَیں خواب میں بہت غور سے سورج کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کہیں عبداللہ آتھم کے مرنے سے پہلے سورج غروب نہ ہو جائے اور خواب میں مَیں نے دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے عین قریب ہوگیا اور عبداللہ آتھم کے مرنے کی کوئی خبر نہ آئی۔ پھر مَیں نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً پڑھنا شروع کیا مگر سورج غروب ہوگیا اور پھر بھی کوئی خبر نہ آئی۔ اسکے بعد مَیں بیدار ہوگیا اور یہ خواب حضرت صاحب کو سُنایا۔ حضور نے حساب لگا کر فرمایا کہ ہاں آخری دن تو وہی بنتا ہے جو آپ کو خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مَیں بھی جب اس کے متعلق دعا کرتا ہوں تو دعا میں پورے طور پر توجہ قائم نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت آتھم پہلی میعاد میں نہ مرا اور اسے خدائی الہام کے مطابق کہ ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔‘‘ مہلت مل گئی۔

(775) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ ابھی چھوٹی مسجد وسیع نہ ہوئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظہر یا عصر کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ اس وقت ایک مَیں تھا اور ایک اور شخص تھا۔ اس وقت حضور نے فرمایا ’’خدا تعالیٰ کے حسن و احسان کا مطالعہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔‘‘

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حسن سے مراد خدا تعالیٰ کے صفات حسنہ ہیں اور احسان سے مراد ان صفات حسنہ کا ظہور ہے یعنی خدا تعالیٰ کے وہ انعام و افضال جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ خدا کی محبت کے یہی دو بڑے ستون ہیں۔

(776) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں تھے کہ مَیں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت اشتہار طبع کرانے کی ضرورت ہے۔ کیا اس کیلئے آپ کی جماعت ساٹھ روپے کا خرچ برداشت کر لے گی۔ مَیں نے اثبات میں جواب دیا اور فوراً کپورتھلہ واپس آ کر اپنی اہلیہ کی سونے کی تلڑی فروخت کر دی اور احبابِ جماعت میں سے کسی سے ذکر نہ کیا اور ساٹھ روپے لے کر میں اُڑ گیا اور لدھیانہ جا کر حضور کے سامنے یہ رقم پیش کر دی۔ چند روز بعد منشی اروڑا صاحب لدھیانہ آ گئے۔ مَیں وہیں تھا۔ ان سے حضور نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی ہے۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کی کہ حضور مجھے یا جماعت کو تو پتہ بھی نہیں۔ حضور کس امداد کا ذکر فرماتے ہیں۔ اس وقت منشی اروڑا صاحب کو اس بات کا علم ہوا کہ مَیں اپنی طرف سے روپیہ دے آیا ہوں۔ اس پر وہ مجھ سے بہت ناراض ہوئے کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ مَیں ثواب سے محروم رہا۔ حضرت صاحب سے بھی عرض کی۔ حضور نے فرمایا: منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے موقعے آئیں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ مگر اس بناء پر منشی صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کپورتھلہ کی جماعت ایک خاص جماعت تھی اور نہایت مخلص تھی۔ ان میں سے تین دوست خاص طور پر ممتاز تھے۔ یعنی میاں محمد خان صاحب مرحوم۔ منشی اروڑے خان صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب۔ اوّل الذکر بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے اور ثانی الذکر خلافت ثانیہ میں فوت ہوئے اور مؤخر الذکر ابھی تک زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت رکھے اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کے اس اخلاص کے اظہار میں تین لطافتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو رقم جماعت سے مانگی گئی تھی وہ انہوں نے خود اپنی طرف سے پیش کر دی۔ دوسرے یہ کہ پیش بھی اس طرح کی کہ نقد موجود نہیں تھا تو زیور فروخت کر کے روپیہ حاصل کیا۔ تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جتایا تک نہیں کہ مَیں خود اپنی طرف سے زیور بیچ کر لایا ہوں بلکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے رہے کہ جماعت نے چندہ جمع کر کے یہ رقم بھجوائی ہے۔ دوسری طرف منشی اروڑے خاں صاحب کا اخلاص بھی ملاحظہ ہو کہ اس غصہ میں منشی ظفر احمد صاحب سے چھ ماہ ناراض رہے کہ اس خدمت کے موقعہ کی اطلاع مجھے کیوں نہیں دی۔ یہ نظارے کس درجہ روح پرور، کس درجہ ایمان افروز ہیں۔ اے محمدی سلسلہ کے برگزیدہ مسیح! تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ درود اور لاکھ لاکھ سلام ہو کہ تیرا ثمر کیسا شیریں ہے اور اے محمدی مسیح کے حلقہ بگوشو! تم پر خدا کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں کہ تم نے اپنے عہد اخلاص و وفا کو کس خوبصورتی اور جاں نثاری کے ساتھ نبھایا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’مجھے الہام ہوا، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا اسکا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اسکے ان ناموں کا ورد کیا جاوے یَاحَفِيْظُ۔ يَاعَزِيْزُ۔ يَارَفِيْقُ۔ رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 271)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کیلئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے...... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدرِ وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔‘‘

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 83)

طالبِ دُعا : نور جہاں بیگم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

رپورٹس پر باقاعدگی سے تبصرہ بھجوایا کریں

انسانیت کی خدمت پر زور دیں اور بلاتفریق قوم و نسل ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنی چاہیے

کسی بلڈ بنک سے یا ہسپتال سے اگر آپ کا رابطہ ہو جائے اور خدام الاحمدیہ وہاں رجسٹرڈ ہو جائے کہ ہمارے یہ یہ خدام ہیں اگر آپ کو ضرورت ہو بلڈ کی تو بلڈ ڈونر کے طور پر کام آسکتے ہیں تو خدمت خلق کے کام سے آپ کا تعارف بھی بڑھے گا، تبلیغ کا رستہ بھی کھلے گا، جماعت کا تعارف بڑھے گا

خدام الاحمدیہ کے پیچھے پڑیں کہ بجائے ادھر ادھر رشتے کرنے کے، باہر رشتہ کرنے کے، اچھی اور نیک احمدی لڑکیوں سے رشتہ کیا کریں

خدام کی ایک بڑی تعداد کو ورزشی مقابلہ جات اور سیر میں حصہ لینا چاہیے

یونیورسٹی سیمینارز کا انعقاد کرنا چاہیے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش کی آن لائن ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ 7؍فروری 2021ء کو اراکین نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش کو آن لائن ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔

حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ اراکین نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش نے دار التبلیغ مسجد (نیشنل ہیڈکوارٹرز) ڈھاکہ سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز دعا سے ہوا۔ دوران ملاقات اراکین نیشنل عاملہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ اپنے شعبہ جات اور مساعی کی رپورٹ اور آئندہ مجوزہ مساعی کی سکیم پیش کریں۔ حضور انور نے خدام الاحمدیہ کی اخلاقی اور مذہبی تربیت کے حوالہ سے ہدایات سے نوازا اور اس بات کی طرف بھرپور توجہ دلائی کہ خدام الاحمدیہ کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھنا چاہیے۔

حضور انور نے مہتمم صاحبان کو اس طرف توجہ دلائی کہ لوکل مجالس اور ریجنز سے موصولہ مجلس خدام الاحمدیہ کی رپورٹس پر باقاعدگی سے تبصرہ بھجوایا کریں تاکہ ان کی مساعی کی حوصلہ افزائی کی جاسکے نیز بہتری لائی جاسکے۔

حضور انور نے خدام کو ہدایت فرمائی کہ انسانیت کی خدمت پر زور دیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے انہیں بلاتفریق قوم و نسل و رنگ بہت اخلاص سے ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔

حضور انور نے ایڈیشنل مہتمم صاحب خدمت خلق سے بلڈ ڈونیشن کے حوالہ سے دریافت فرمایا کہ کتنے خدام بلڈ ڈونرز ہیں۔ (مہتمم صاحب نے بتایا کہ گزشتہ تین ماہ میں 49 خدام نے عطیہ کے طور پر خون دیا ہے) اس پر حضور نے فرمایا کہ خدام میں سے کوئی رجسٹرڈ بلڈ ڈونر بھی ہے یا جس طرح مرضی سے کوئی آ گیا، دے دیا نہ دیا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی انہوں نے باقاعدہ سکیم بنائی ہوئی ہے یا خدام رجسٹرڈ کیے ہوئے ہیں کہ یہ بلڈ ڈونر ہوں گے۔ (مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ لوکل مجالس میں اللہ کے فضل سے گروپنگ وغیرہ کے ساتھ ڈیٹا بیس موجود ہے جب بھی ضرورت ہوتی ہے تو وہاں ان کے نام دیے جاتے ہیں اور تین ماہ کے بعد پھر وہ اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے)

پھر حضور انور نے فرمایا کہ جو متعلقہ ہسپتال ہیں ان کو پتہ ہے کہ اگر ان کو کسی بلڈ کی ضرورت ہو تو فوری طور پر آپ سے رابطہ کر سکتے ہیں یا بلڈ بنک والوں کو پتہ ہے کہ آپ سے بلڈ کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں۔ (مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ ہسپتال کے ساتھ کوئی ویسا تعلق اس طرح کا نہیں ہے۔ ذاتی طور پر جو رابطے ہوتے ہیں ان کے حساب سے یہ کام کیا جاتا ہے) اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کسی بلڈ بنک سے یا ہسپتال سے اگر آپ کا رابطہ ہو جائے اور خدام الاحمدیہ وہاں رجسٹرڈ ہو جائے کہ ہمارے یہ یہ خدام ہیں اگر آپ کو ضرورت ہو بلڈ کی تو بلڈ ڈونر کے طور پر کام آسکتے ہیں تو خدمت خلق کے کام سے آپ کا تعارف بھی بڑھے گا، تبلیغ کا رستہ بھی کھلے گا، جماعت کا تعارف بڑھے گا۔ آپ کی وہاں پبلسٹی بھی ہوگی اور اس طرح جماعت کی نیک نامی بھی ہوگی۔ اس طرح وہاں اگر کوئی مخالفت نہیں ہوتی تو رجسٹرڈ بھی کروانا چاہیے۔ اپنوں کیلئے تو کر ہی لیتے ہیں، غیروں کو بھی دینا چاہیے تاکہ پتہ لگے کہ ہم ہر ایک کیلئے خدمت کرتے ہیں۔

مہتمم صاحب تربیت برائے رشتہ ناطہ نے عرض کیا کہ حضور جب ہم شعبہ رشتہ ناطہ کیلئے خدام الاحمدیہ کے کوائف اکٹھے کرتے ہیں تو بعض والدین اپنی بچیوں کے کوائف بھی دینا چاہتے ہیں۔ کیا ہمیں لجنہ اماء اللہ کے کوائف لینے چاہئیں یا انہیں جماعت کے شعبہ رشتہ ناطہ میں دینے کا کہنا چاہیے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا جنہوں نے معلومات دینی ہیں جو خدام ہیں ان سے آپ براہ راست معلومات لیں۔ اور وہی معلومات رشتہ ناطہ سیکشن کو بھی مہیا کر دیں۔ لجنہ تو خود براہ راست جماعت کو کوائف بھیجے گی۔ آپ کا تعلق صرف خدام الاحمدیہ سے ہے۔ آپ نے خدام کے کوائف اکٹھے کرنے ہیں اور وہ جماعت کو دینے ہیں اور لجنہ نے اپنے کوائف اکٹھے کرنے ہیں اور جماعت کو دینے ہیں۔ And Jama'at will make the matches وہ رشتے معین کریں گے یا پرپوزل بھیجیں گے ایک دوسرے کو۔ سوائے اس کے کہ آپ کے پاس کوئی انفارمیشن ہو خاص تو آپ شیئر کر سکتے ہیں ورنہ آپ کی انفارمیشن جو ہے ساری وہ آپ دیں۔ دوسرے یہ ہے کہ خدام الاحمدیہ کے پیچھے پڑیں کہ بجائے ادھر ادھر رشتے کرنے کے، باہر رشتہ کرنے کے، اچھی اور نیک احمدی لڑکیوں سے رشتہ کیا کریں۔ اس لیے شعبہ رشتہ ناطہ ہے۔

حضور انور نے توجہ دلائی کہ خدام کی ایک بڑی تعداد کو ورزشی مقابلہ جات اور سیر میں حصہ لینا چاہیے تاکہ ان کی صحت کا معیار اچھا اور برقرار رہے۔

مہتمم صاحب امور طلباء سے مخاطب ہو کر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو یونیورسٹی سیمینارز کا انعقاد کرنا چاہیے جہاں احمدیوں اور غیروں دونوں کو غیر مذہبی عناوین پر نئی نئی ریسرچ پیش کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ مذہبی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نئے نئے خیالات کا تبادلہ ہو سکے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Covid-19 کی وبا کے دوران خدام الاحمدیہ کی خدمات کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ انہوں نے ہسپتالوں کو صاف رکھنے میں خوب معاونت کی ہے۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے مکرم زاہد علی صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اللہ حافظ ہو اور جو میں نے کہہ دیا ہے اسی پہ آپ عمل کر لیں کافی ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5؍اکتوبر 2022)

......☆......☆......☆......

حمد باری تعالیٰ

یہ زلزلے یہ حوادث کی آندھیاں مولیٰ ✿ تری جناب سے دنیا کو اک اشارہ ہے

(منصورہ فضل منؔ، قادیان)

تو اس طرح سے مری آنکھ کا ستارہ ہے
تجھے نکال کہ دیکھوں تو سب خسارہ ہے

تو ہی حبیب ہے تو ہی خدا ہمارا ہے
ہر ایک شے میں ترے نور کا شرارہ ہے

ہے تیری ذات بھی اک قیمتی خزانہ جو
کہ جس کے واسطے جاں وارنا گوارہ ہے

لرزتے رہتے ہیں لب ایک ہی دعا کے لیے
میں تجھ کو پا لوں یہی التجا دوبارہ ہے

یہ زلزلے یہ حوادث کی آندھیاں مولیٰ
تری جناب سے دنیا کو اک اشارہ ہے

غموں الم کی ہے مچھلی نگل رہی مجھ کو
بڑا ہی خوف زدہ چار سو نظارہ ہے

ترے ہی فضل کی امید وار ہوں یاربّ
کہ تیرے ساتھ بنا کب مرا گزارہ ہے

بھنور میں دنیا کے پھنستی ہی جا رہی ہے منؔ
نکال یاں سے کہ تو ہی مرا کنارہ ہے

......☆......☆......☆......

آجکل آپ لوگوں کو ایک گھنٹہ نفل پڑھنے چاہئیں اور باقی عام دنوں میں بھی کوشش کر کے اس کو maintain رکھیں

اصل چیز تو دعا ہے، دعا سے کام ہونے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ، دعاؤں کی طرف توجہ دیں

اپنے تعلق باللہ کو بڑھائیں تو یہی اصل چیز ہے ہمارے لیے، دعاؤں اور استغفار پہ زیادہ زور دیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ برطانیہ میں خدمت بجالانے والے مبلغین سلسلہ کی آن لائن ملاقات

مورخہ 10 ؍جنوری 2021ء کو لندن کے ریجن (Greater London area) میں خدمت بجا لانے والے مربیان کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے۔ 55 منٹ پر مشتمل اس ملاقات میں جملہ حاضرین کو حضور انور سے بات کرنے اور آپ سے دعائیں اور ہدایات لینے کا موقع نصیب ہوا۔

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مشنری انچارج برطانیہ نے بتایا کہ فیلڈ میں جو مبلغین کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 31 ہے اور دفاتر میں کام کرنے والے 10 ہیں تو کُل 41 مربیان ہیں۔ اور آج کی مجلس میں 18 حاضر ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو دفاتر میں کام کر رہے ہیں ان کو بھی بعض جگہ جہاں مشنریز نہیں ہیں یا جہاں نماز سینٹر ہیں اور وہاں صدر جماعت یا لوکل جماعت والے نماز سینٹر میں نماز پڑھاتے ہیں وہاں ان لوگوں کی بھی ڈیوٹی لگائیں، وہاں جایا کریں کم از کم ایک نماز وہاں پڑھا دیں۔ اور آجکل کے حالات کے مطابق درس بھی دیا جا سکتا ہے۔ جب سے کووڈ کا مسئلہ شروع ہوا ہے آپ کی مساجد میں درس بالکل بند ہو چکا ہے۔ حالانکہ صبح کا درس پانچ سات منٹ کا تفسیر کا دیا جا سکتا ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے یہاں مسجد مبارک میں درس بند نہیں کیا۔ بالکل ہی بیٹھ نہ جائیں کہ کل کو پتہ نہ لگے کہ درس بھی کوئی چیز ہوتی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: مسجدوں میں ہیٹنگ کا نظام اچھا کریں یا جو نماز سینٹر ہیں ہیٹنگ کا نظام اچھا کریں لیکن ساتھ ہی تھوڑی سی کھڑکی بھی کھلی ہونی چاہیے تا کہ تازہ ہوا آتی رہے۔ پھر مربیان جو ہیں جب درس دینے آتے ہیں یا پبلک میں آتے ہیں تو ناک میں Vicks لگا کے اور ماسک پوری طرح پہن کے جو بھی گورنمنٹ کا مقرر شدہ پروٹوکول ہے اس کو observe کرتے ہوئے آیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، جب حکومت نے روکا تھا تب تک ٹھیک تھا۔ جب انہوں نے تھوڑی سی چھٹی دی ہے تو قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جو maximum فائدہ اٹھا سکتے ہیں اٹھانا چاہیے۔ بازاروں میں نہیں پھرنا چاہیے۔ ہر مربی کو اپنے اپنے علاقے میں جماعت کے افراد کو نصیحت کرتے رہنا چاہئے کہ بلا وجہ سڑکوں پر نہ پھریں، گورنمنٹ نے منع کیا ہوا ہے۔ نماز کیلئے اپنی اپنی جائے نماز ساتھ لے کے آیا کریں یا کپڑا لے کے آیا کریں کم از کم سجدے کی جگہ پہ رکھنے کیلئے۔

دوسرے یہ کہ مسجدوں میں جو کارپٹ ہیں ان کے اوپر روزانہ hoover پھرنا چاہیے اور مسجد میں روزانہ جب عشاء کی نماز پڑھا لیں تو پھر دھونی دینے کا انتظام ہو۔ ہر مسجد میں دھونی دی جائے۔ دھونی دینے کے بعد اچھی طرح مسجد بند کریں۔ اگر فائر الارم لگے ہیں اور دھونی دے رہے ہیں تو اس کا انتظام پہلے ہی کر لیں۔

ایک مربی صاحب نے عرض کیا کہ حضور ساؤتھ آل کی کونسل کی طرف سے خط آیا ہے کہ جتنی بھی عبادت گاہیں ساؤتھ آل میں ان کو بند کر دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر یہ ہے کہ فجر کے بعد ہر گھر میں درس کا انتظام ہو اور پتہ ہو کہ روزانہ کتنا حصہ درس کا دینا ہے۔ اور جو درس نہیں دے سکتے ان کیلئے پھر آپ کا انتظام ہونا چاہیے کہ آپ بیٹھ کے دے دیں اور وہ آن لائن سن لیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر گورنمنٹ یہ کہتی ہے کہ بند کر دیں تو بند کر دیں لیکن پہلے صحیح طرح اسکی تحقیقات کر لیں اور پتہ کر لیں کہ اسکی details کیا ہیں۔ ٹھیک ہے؟ پھر کریں۔

شعبہ تبلیغ کے ایک مربی صاحب سے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ اس سال کتنی بیعتوں کا ٹارگٹ رکھا ہوا ہے؟ اس پر انہوں نے بتایا: حضور اس سال کا ٹارگٹ 150 ہے اور ابھی جولائی سے دسمبر تک 64 بیعتیں ہوگئی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اچھا ماشاء اللہ۔ اس میں سے شادی کرانے والوں کی کتنی بیعتیں ہیں اور جو پڑھ لکھ کے سمجھ کے آئے ہیں ان کی بیعتیں کتنی ہیں؟ اس پر مربی صاحب نے جواب دیا کہ زیادہ تعداد وہی ہے جو پڑھ لکھ کے آئے ہیں۔

شعبہ تاریخ کے ایک مربی صاحب نے بتایا کہ انہیں یو کے جماعت کی تاریخ کی پہلی جلد تیار کرنے کی توفیق ملی ہے۔ نیز انہیں Voice of Islam ریڈیو میں بطور پریزنٹر پروگرامز پیش کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ تبلیغ ڈیپارٹمنٹ میں بھی کچھ نہ کچھ کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اچھا ماشاء اللہ۔ اچھا ہے تحقیقی مضمون لکھتے رہا کرو۔ disappoint نہ ہونا، کوئی مضمون شائع ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، کسی کو پسند آتا ہے یا نہیں آتا۔ جس طرح تحقیق کر رہے ہو اپنی تحقیق کر واور مضمون لکھتے رہا کرو۔

Hayes جماعت کے مربی صاحب سے حضور انور نے فرمایا کہ نوجوانوں کو قریب لانے کی زیادہ کوشش کریں۔ ان دنوں میں کم از کم نوجوانوں کو نمازوں کا عادی بنا دیں۔

اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق بنانے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج کل تو وقت کافی مل جاتا ہے۔ آجکل کے حالات کیلئے ایک گھنٹہ تو کوئی مشکل نہیں۔ آپ لوگوں کو ایک گھنٹہ تو نفل پڑھنے چاہئیں صبح اور باقی عام دنوں میں بھی کوشش کر کے اس کو maintain رکھیں۔ اصل چیز تو دعا ہے۔ دعا سے کام ہونے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اپنے تعلق باللہ کو بڑھائیں تو یہی اصل چیز ہے ہمارے لیے۔ دعاؤں اور استغفار پہ زور دیں زیادہ۔

وقفِ جدید کے چندے میں پہلے نمبر پر آنے پر حضور انور نے امیر صاحب یو کے کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ لوگ وقف جدید میں نمبر ایک آ ہی گئے اس دفعہ دوبارہ۔ کافی کوشش کی آپ لوگوں نے، کافی بڑی کلیکشن کی ہے۔ ویسے جرمنی والوں نے بھی اتنی ہی تقریباً کلیکشن کر لی تھی اگر آپ تھوڑی کرتے تو شاید جرمنی اوپر آ جاتا لیکن آپ کی اس دفعہ محنت زیادہ تھی اس کی وجہ سے جرمنی باوجود اپنی پوری کوشش کے پیچھے ہی رہا ہے، آپ سے کافی پیچھے رہ گیا۔

حضور انور نے لجنہ کی محنت اور ان کی کلیکشن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: لجنہ نے وقفِ جدید کا پایہ یہاں اونچا کر دیا۔ لجنہ نے کافی محنت کی ہے۔ اس دفعہ لگتا ہے آپ لوگوں نے بھی لجنہ سے کچھ سیکھا ہے محنت کرنا۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5؍اکتوبر 2021)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

کے کھانے سے انسان کے دوسرے حواس یا دوسرے بنی نوع انسان یا دوسری مخلوق کا حق نہ مارا جائے۔ بلکہ دوسروں کے جذبات کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں مَا اسْتَخْبَثَتْهُ الْعَرَبُ فَهُوَ حَرَامٌ (روح المعانی، جلد 2 زیر آیت تحریم سورۃ انعام) یعنی جسے عرب خراب کھانا سمجھیں وہ حرام ہے۔ یہاں حرام کے معنی یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا کھانے والا گنہگار ہوتا ہے بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ عربوں کے سامنے اسے نہیں کھانا چاہئے کیونکہ اس طرح آپس کے تعلقات کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اِس وقت ہندوستان میں گائے کا گوشت بھی ایسا ہی ہے۔ مسلمانوں کو احتیاط چاہئے کہ گائے کا گوشت ہندوؤں کے سامنے نہ کھایا کریں اور اسکا ذکر بھی ان کے سامنے نہ کیا کریں کیونکہ اس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 262، مطبوعہ قادیان 2010ء)

درخواست دعا

خاکسار کے خسر محترم محمد اطہر الحق صاحب سابق ناظم تعمیرات قادیان بڑھتی عمر کی وجہ سے کافی ضعیف ہو چکے ہیں اور بعض دفعہ ہوش میں نہیں رہتے موصوف کی صحت و سلامتی کیلئے، نیز خاکسار کے برادر نسبتی مکرم محمد بشیر الحق صاحب پنکال کا اوپن ہارٹ آپریشن ہوا ہے طبیعت کافی ناساز ہے احباب جماعت سے انتہائی عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(مامون رشید آف مانیکا گوڑا، صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو ✿ مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ✿ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی کان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دار الفضل، کیرنگ صوبہ اڈیشہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے ✿ اے سونے والو جاگو! شمس الضحٰی یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا ✿ اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23؍اگست 2022 بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ محمودہ باسط صاحبہ

اہلیہ مکرم مولانا عبد الباسط شاہد صاحب (یو.کے)

16؍اگست 2022ء کو 81 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ محترم میاں چراغ دین صاحب آف ہوشیار پور کی بیٹی اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم انچارج خلافت لائبریری ربوہ اور مکرم مولوی محمد شریف صاحب سابق مبلغ سلسلہ بلاد عربیہ کی بھانجی تھیں۔ مرحومہ نے شادی کے بعد مکرم مولانا عبد الباسط شاہد صاحب (مربی سلسلہ) کے ساتھ وقف کی روح کے ساتھ زندگی بسر کی اور جہاں بھی وہ رہے وہاں بچوں اور خواتین کو دینی تعلیم اور قرآنِ کریم سکھانے اور پڑھانے کا فریضہ بہت عمدگی سے ادا کرتی رہیں۔ مرحومہ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، بڑی ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی صابرہ وشاکرہ بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے اور بہت سے نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کے دو پوتے واقف زندگی ہیں اور بطور مربیان سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم آصف محمود باسط صاحب واقف زندگی (ڈائریکٹر پروگرامنگ ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم الحاج رانا عبد الکریم خان صاحب کاٹھگڑھی (جرمنی)

30؍جون 2022ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت حاجی چودھری عبد الحمید خان صاحب کاٹھگڑھی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ سیکرٹری مال چک نمبر 2TDA ضلع خوشاب کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، ایک باوفا اور خوش اخلاق انسان تھے۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے دو بیٹیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ نسرین بھٹی صاحبہ

اہلیہ مکرم مشتاق احمد صاحب بھٹی (لانگن، جرمنی)

13؍جولائی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریبوں کی مدد کرنے والی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والی ایک ہنس مکھ اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرم حکیم محمد اکمل خان صاحب

ابن مکرم حکیم فضل غفور خان صاحب (صادق آباد)

14؍مئی 2022ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے بیس سال صدر جماعت شمس آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم ناصر احمد صاحب ملہی

(ریٹائرڈ مربی سلسلہ، ربوہ)

7؍جولائی 2022ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے جامعہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے مختلف مقامات کے علاوہ 1984ء سے 1988ء تک گھانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ مجلس نابینا کے تحت نابینا افراد کو تعلیم دینے کا موقعہ بھی ملا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، بہت ہمدرد، ملنسار، ہمسایوں سے حسن سلوک کرنے والے، بہت نیک، کم گو اور خوش مزاج انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی شامل ہے۔

(5) مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ

اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

25؍نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم حکیم اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، متوکل علی اللہ، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(6) مکرمہ زرینہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک ربّ نواز صاحب (سابق انسپکٹر وقف جدید، ربوہ)

15؍جولائی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی، چندوں میں باقاعدہ اور صدقہ وخیرات کرنے والی ایک سادہ مزاج نیک سیرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(7) مکرم طاہر محمد محمود قصوری صاحب

ابن مکرم عطاء محمد صاحب (ہالینڈ)

20؍جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد نے 1935ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ آپ تعلیم کے پیشہ سے منسلک تھے۔ خدام الاحمدیہ میں پہلے نائب قائد ضلع لاہور اور پھر قائد ضلع قصور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1987ء میں ہالینڈ آنے کے بعد وہاں بھی مختلف رنگ میں خدمت بجالاتے رہے۔ خدمت خلق کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17؍ستمبر 2022ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۞ عزیزہ ادیبہ احمد (واقفہ نو) بنت مکرم چوہدری محمود احمد صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم حمزہ ابتسام (واقف نو) ابن مکرم چوہدری فاروق احمد صاحب (جرمنی)

۞ عزیزہ خولہ عقیل شاہ بنت مکرم سید عقیل شاہد صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم علی زوہیر گوندل ابن مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ صبیحہ خلت چیمہ (واقفہ نو) بنت مکرم منصور احمد چیمہ صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم محمد حماد ارشاد ابن مکرم ارشاد احمد صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ نگہت سمیع احمد بنت مکرم داؤد احمد صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم ابرار احمد (واقف نو) ابن مکرم محمد منور صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ ملیحہ سلیم بنت مکرم سلیم احمد صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم شرجیل احمد ابن مکرم ناصر احمد چوہدری صاحب (یو.کے)

مہندی کی رسم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں۔ کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہو جاتا ہے۔ اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ غیر احمدی تو یہ کرتے ہی تھے اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اسکے کہ زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے۔ معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں۔ (خطبہ جمعہ 15؍جنوری 2010ء)

(شعبہ رشتہ ناطہ، اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن باتوں کا ہم سے عہد لیا ہے ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی سعی کریں

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی-ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر قسم کی نفسانی غرضوں کو ایک واقفِ زندگی کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرنی ہوگی اور یہی وقف کی حقیقت ہے

(خطاب بر موقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ برطانیہ، کینیڈا، جرمنی 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

KONARK Nursery Hyderabad

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com

www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com

Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping - Rental Plants - Exports - Imports

مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے
وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29/اپریل 2022 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال نماز کو چھوڑنا انسان کو کس کے قریب لے جاتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔

سوال قیامت کے دن سب سے پہلے کس چیز کا حساب لیا جائے گا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا۔

سوال ہماری نمازیں کس طرح کی ہونی چاہئیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایسی نمازیں ہوں جو اللہ تعالیٰ سے محبت میں بڑھانے والی ہوں۔ یہ نہیں کہ جب ضرورت ہوئی، کوئی دنیاوی مسئلہ پیش ہوا تو جائے نماز بچھائی یا مسجد میں چلے گئے اور تھوڑی سی گریہ و زاری کر لی، رو لیے، دعائیں کر لیں۔ جب مسئلہ حل ہو گیا تو پھر بھول گئے۔

سوال کون سے گناہ آہستہ آہستہ کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر انسان اپنی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور گناہوں کی نشاندہی نہیں کرتا، ان سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اور ان کے سرزد ہونے پر توبہ و استغفار نہیں کرتا تو وہی کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کی کیا غرض بتائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اسکے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہے بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔

سوال جن کو نماز میں مزہ نہیں آتا ان کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس سے دی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظّ اور لذت نہیں پاتے وہ بھی بیماروں کی طرح ہیں ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے۔

سوال نماز کی ادائیگی کس طرح ہونی چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال نماز میں لذت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: نماز مستقل مزاجی سے پڑھتا چلا جائے اَور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو۔ دعا بھی کرے اور کوشش بھی کرے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کی اہمیت کن الفاظ میں بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان واعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآنِ کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔

سوال رمضان میں جو تقویٰ حاصل کیا اسکا کیا تقاضا ہونا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رمضان میں جو تقویٰ پیدا کیا ہے اس تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ آپس کے تعلقات کو بھی بہتر سے بہتر کیا جائے اور ایک دوسرے سے معاملات میں بھی اخلاق اور حسن اخلاق کا نمونہ دکھایا جائے۔

سوال ایک حقیقی مومن کو رمضان کے اختتام پر کس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک حقیقی مومن کو رمضان کے ختم ہونے پر اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے کہ ہم اپنی بہت سی ذمہ داریوں اور فرائض سے آزاد نہیں ہو گئے بلکہ رمضان ان فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی تربیت کر کے گیا ہے۔

سوال غصہ کب پیدا ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ غصہ تکبر اور غرور سے پیدا ہوتا ہے یا غصہ کی وجہ سے تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے۔

سوال لوگ نمازوں سے غافل کیوں ہوتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔

سوال خدا سے نہایت سوز و گداز کے ساتھ کیا دعا مانگنی چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔

سوال کس طرح کی نماز بدیوں کو دور کرتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔

سوال خدا تعالیٰ کی محبت کب مقدم ہوگی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں خدا کے ساتھ محبت کرنے سے مراد یہی ہے کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔

سوال جماعت میں سرسبزی کب تک نہیں آئے گی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔

سوال اہل تقویٰ کیلئے کیا شرط ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اہلِ تقویٰ کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔

سوال عہدیداروں اور بڑے لوگوں کو دوسروں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بڑوں کو، عہدیداروں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر شخص سے جس سے وہ بات کرتے ہیں بڑے آرام سے اور پیار سے اور محبت سے کیا کریں۔'' خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔

......☆......☆......☆......

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو گالیاں نہ دو کیونکہ
یہ مومن کی خطائیں ویسے ہی دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی سونے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15/اپریل 2005 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ توبہ کی آیت نمبر 128 لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ (ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے، مومنوں کیلئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے) کی تلاوت فرمائی۔

سوال آنحضرت ﷺ کی مخلوق سے ہمدردی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اُس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کیلئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا، وہ اس پر سخت گراں ہے اور اُسے ہر وقت اِس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔

سوال بیمار کی عیادت کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کیا روایت کی ہے؟

جواب حضرت انسؓ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے تین دن سے زائد بیمار رہنے کی صورت میں اس کی عیادت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے کی تکلیف کا احساس کس قدر تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دوسرے کی تکلیف کا احساس آپؐ کو اپنی تکلیف سے زیادہ تھا بلکہ اپنی تکلیف کا احساس تو تھا ہی نہیں۔ ہر وقت اس فکر میں ہوتے تھے کہ کہاں مجھے موقع ملے اور مَیں اللہ کی مخلوق سے ہمدردی کروں، اسکے کام آؤں، ان کیلئے دعائیں کروں، ان کی تکلیفوں کو دور کروں۔

سوال آنحضرت ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتے تو کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کیلئے جاتے تو یہ دعا کرتے اَذۡهِبِ الۡبَأۡسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِيۡ. لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا کہ اے میرے اللہ! جو لوگوں کا ربّ ہے اس بیماری کو دور کر دے۔ اور تو شفا دے کہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی اور شفا نہیں۔ تو اسے ایسی شفا دے جو بیماری کا کچھ بھی اثر نہ چھوڑے۔

سوال جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوتا تھا تو آپ کون سا شعر پڑھا کرتے تھے؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ کو بخار ہوتا تھا تو آپؓ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ

کُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِیْ اَھْلِہٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ

کہ ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے۔

سوال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کسی کو بخار ہوتا تو آپؐ کون سی سورتوں سے دم کیا کرتے تھے؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تھا تو اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کب اور کس موقع پر بیماری کو گالی دینے سے منع فرمایا؟

جواب حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمّ سائب کے پاس گئے تو ان کو تکلیف میں دیکھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اُمّ سائب نے جواب دیا کہ بخار ہو گیا ہے، خدا اسے غارت کرے۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہرو، بخار کو گالیاں نہ دو کیونکہ یہ مومن کی خطائیں ویسے ہی دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی سونے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

سوال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مریض کا خیال کس طرح رکھتے تھے؟

جواب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا تمہارا کوئی چیز کھانے کو دل کرتا ہے؟ پھر خود ہی فرمایا کیا تم دودھ شکر میں گوندھے ہوئے گندم کے آٹے کی روٹی کھانا پسند کرتے ہو؟ تو اس مریض نے کہا کہ ہاں! چنانچہ انہوں نے اس مریض کی مطلوبہ روٹی مہیا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

سوال کن لوگوں کو سب سے زیادہ آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

جواب رسول کریمؐ نے فرمایا: سب سے زیادہ آزمائشوں کا سامنا انبیاء کو کرنا پڑتا ہے، پھر ان کے بعد صلحاء کو۔

سوال رسول کریمؐ نے عیادت کا عمدہ طریقہ کیا بتایا ہے؟

جواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عیادت کا ایک عمدہ طریق یہ ہے کہ آدمی مریض کے پاس جائے، اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھے کہ اس کی طبیعت کیسی ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیوں فرمایا کہ مریض کے پاس کم بیٹھو؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مریض کے پاس زیادہ رش کرنے کی وجہ سے مریض کی تکلیف بڑھنے کا بھی امکان ہوتا ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مریض کے پاس زیادہ دیر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

سوال انجیر کون کون سے امراض کیلئے مفید ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ بواسیر کے مرض کو دور کرتا ہے اور نقرس (Gout) کے مرض میں بھی نفع بخشتا ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کلونجی کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس سیاہ دانے یعنی کلونجی میں ہر مرض سے نجات دینے کیلئے شفا رکھ دی گئی ہے سوائے موت کے۔

سوال کشمش کون کون سے امراض کیلئے مفید ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کشمش کے بارے میں آتا ہے یہ کڑواہٹ کو دور کرتا ہے، بلغم کو دور کرتا ہے، اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، لاغرپن کو دور کرتا ہے، اخلاق کو عمدہ کرتا ہے۔ دل کو فرحت بخشتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔

سوال انبیا بخار میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انبیاء کو جو بیماری ہو، بخار ہو وہ گناہوں سے پاک کرنے کیلئے نہیں بلکہ صبر و رضا کا ایک نمونہ دکھانے کیلئے ہوتی ہے تا کہ ماننے والوں کو بھی پتہ لگے کہ یہ صرف نصیحتیں کرنے والے نہیں بلکہ خود بھی ان پر عمل کرنے والے اور صبر و رضا کے پیکر ہیں۔

سوال ایک شخص کو غلطی میں پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا دعا سکھائی؟

جواب ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دریافت کرنے پر بتایا کہ۔ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے وہ مجھے اس دنیا میں دے دے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار کہ اے اللہ تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

سوال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گائے کے دودھ اور گوشت کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ گائے کا دودھ پینا چاہئے کیونکہ یہ دوا ہے اور اس کی چربی اور مکھن میں شفا ہے اور تمہیں اس کا گوشت کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ اس کے گوشت میں ایک قسم کی بیماری ہے۔

سوال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ قولنج کو دور کرتی ہے۔

سوال کن کن مریضوں کو ڈاکٹرز گائے کا گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گائے کا گوشت زیادہ کھانے والوں میں بعض قسم کی بیماریاں آجاتی ہیں۔ مثلاً جن مریضوں کو یورک ایسڈ ہو، گاؤٹ کی تکلیف ہو ان کو ڈاکٹر منع کرتے ہیں کہ گائے کا گوشت نہ کھائیں۔ پھر بعض اَور بیماریاں ہیں۔ پھر بلڈ پریشر کے مریضوں کو بھی اور دل کے مریضوں کو بھی ڈاکٹر گائے کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔

......☆......☆......☆......

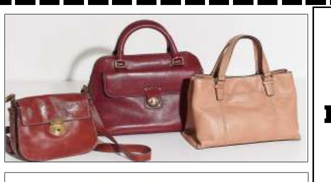

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

میں یہ سب گند پھیلے ہیں اور ہم تو دس ہزار روپیہ کی جائیداد ایسے شخص کو دے سکتے ہیں کہ جو وید کی رُو سے پرمیشر کا وجود ثابت کر کے دکھلا دے ورنہ خالی وید وید کرنا سراسر جائے شرم!! (ایضاً صفحہ 135)

خیال رہے کہ ہم وید کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وید جو ایک بہت قدیم زمانہ کی کتاب ہے اپنے وقت پر کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں حاشیے چڑھائے گئے اور یہ ردّ و بدل کا شکار ہوتا رہا۔ پس ہم وید کی اس محرّف و مبدل تعلیم کا ذکر کرتے ہیں ورنہ اپنے وقت پر جب یہ نازل ہوا ہوگا تو توحید کی تعلیم سے پُر ہوگا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس میں مخلوق پرستی کی تعلیم داخل ہوگئی۔ اور ایسا ہر کتاب کے ساتھ ہوتا آیا ہے جیسا کہ توریت و انجیل کے متعلق خود عیسائی علماء اقرار کرتے ہیں۔ اس تعلق میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس ذیل میں پیش ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اِندر آریوں کا پرمیشر کشلّیا کا بیٹا ہے اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماویہ سب پرمیشر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ اِن تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں ......اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنے والی کتاب ہے جس میں پرمیشر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اِس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اس کی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اُس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرّف مبدّل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اُس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے۔ (ایضاً صفحہ 114)

ویدوں میں صاف اور صریح لفظوں میں مخلوق پرستی کی ممانعت نہیں

اسی ضمن میں ایک اَور اقتباس سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

پھر مضمون خواں صاحب نے اپنے مضمون میں بیان کیا کہ پرماتما کی کوئی شکل اور صورت نہیں حالانکہ وید نے اُسی پرماتما کے نام اگنی، وایو، جل، دھرتی، سورج، چاند وغیرہ رکھے ہیں اور وہی محدود صفات آگ اور ہوا وغیرہ کے اس میں قائم رکھے ہیں پھر کیونکر وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی کوئی شکل اور صورت نہیں۔ کیا ہوا اپنے کُرّہ میں اور آگ اپنے کُرّہ میں اور ایسا ہی سورج اور چاند شکل اور صورت سے خالی ہیں۔ جو شخص چند ورق رگ وید کے پڑھے گا اس کو معلوم ہو جائے گا کہ وید کی تعلیم کی رُو سے یہ سب عناصر و اجرام فلکی خدا ہی ہیں اور پھر مخلوق بھی ہیں۔ ......اس میں کچھ شک نہیں کہ وید کا خواہ کچھ مطلب تھا مگر آریہ ورت کے کروڑہا ہندوؤں نے اور بڑے بڑے پنڈتوں نے یہی سمجھ لیا تھا کہ آگ اور جل اور چاند اور سورج وغیرہ سب خدا ہی ہیں۔ اِسی وجہ سے یہ تمام فرقے آریہ ورت میں پیدا ہوگئے۔ اگر وید جل کی پوجا کی ہدایت نہ کرتا تو گنگا مائی کے پوجنے والے کیوں پیدا ہو جاتے۔ ہردوار وغیرہ مقامات کے بڑے بڑے میلوں پر جا کر دیکھنا چاہئے کہ کس صدق اور ارادت سے کئی لاکھ ہندو گنگا کی پوجا کرتے ہیں اور گنگا کے لاکھوں برہمنوں کا اُن کے چڑھاوؤں پر گزارہ ہے اور گنگا سے انواع اقسام کی مُرادیں مانگی جاتی ہیں اور یہ سب لوگ وید کے پیرو کہلاتے ہیں اگر وہ وید کے ماننے والے نہ ہوتے تو ہندو مذہب میں شمار نہ کئے جاتے۔ بلاشبہ اب بھی ایک بڑا حصہ ہندوؤں کا گنگا کو پرمیشر کر کے مانتا ہے یہاں تک کہ یہ قدیم سے رسم ہے کہ پہلا بچہ اپنا گنگا مائی کی نذر کیا جاتا تھا جس کو جل پروا کہتے ہیں اور اس طرح پر نہایت بے رحمی سے گنگا میں ڈال کر اُس کو ہلاک کر دیتے تھے مگر گورنمنٹ انگریزی نے اپنے خاص حکم سے اِس بد رسم کو دُور کر دیا اور لاکھوں جانوں کو ہلاکت سے بچایا۔

اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ آریہ ورت کے ہندو جو درحقیقت ایک ہی قوم ہے کیوں عناصر اور اجرام پرستی میں گرفتار ہوگئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ویدوں میں اُنہوں نے ایسا ہی لکھا پایا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ درحقیقت یہی ویدوں کی تعلیم ہے بلکہ ہر ایک جگہ جو ہم اس رسالہ میں ایسا ذکر کریں گے تو اُس سے مراد یہی ہے کہ غلطی سے یہی تعلیم ویدوں کی سمجھی گئی ہے اور پھر رفتہ رفتہ اس پر حاشیے چڑھائے گئے یہاں تک کہ مخلوق پرستی اصل مذہب آریہ ورت کا قرار دیا گیا اور یہ فتنہ جو آریوں میں مخلوق پرستی کا پیدا ہوا دراصل تمام الزام اس کا وید کی تعلیم پر ہے کیونکہ جب کہ رگوید اور دوسرے ویدوں میں صریح صریح اور کھلے طور پر آتش پرستی اور آب پرستی اور آفتاب پرستی اور ماہتاب پرستی وغیرہ مخلوق پرستیوں کا ذکر ہے تو پھر جن لوگوں نے یہی تعلیم وید کی سمجھ لی اُنکا کیا قصور ہے؟ اگر ویدوں میں صاف اور صریح لفظوں میں مخلوق پرستی کی ممانعت ہوتی تو ویدوں کے ماننے والے اور پڑھنے پڑھانے والے پنڈت کیوں مخلوق پرستی میں گرفتار ہو جاتے اور کیوں بڑے بڑے پنڈت جن کو وید کنٹھ تھے اِس بلا میں پھنس جاتے؟ (ایضاً صفحہ 44)

آئندہ شمارہ میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شدید مخالف رسل بابا امرتسری کی طرف سے دیئے گئے ایک ہزار روپے کے ایک چیلنج کا ذکر کریں گے جسے مسیح موعود علیہ السلام نے فوری قبول کیا اور فرمایا کہ رسل بابا ثالث کے پاس ایک ہزار روپیہ جمع کرا کے ہمیں تحریری طلاع دیں تا کہ ان کے رسالہ کی بیخ کنی کی جائے۔ لیکن رسل بابا میدان مقابلہ میں نہ آیا۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10699: میں عرفان احمد عارف ابن مکرم نصیر احمد عارف صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 9/اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8900 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نصیر احمد عارف　　العبد: عرفان احمد عارف　　گواہ: طاہر احمد عارف

مسل نمبر 10700: میں محمد سفارت ابن مکرم محمد بشارت صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ سرکاری ملازمت تاریخ پیدائش 1/جون 1983 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: کوارٹر نمبر F-17 ریزرو پولیس لائین ڈاکخانہ سنکارا ضلع سندر گڑھ، صوبہ اڈیشہ، مستقل پتا: کرڈاپلی ڈاکخانہ نگر یہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 12/اپریل 2002 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 5 مرلہ بمقام محلہ دارالانوار شالی قادیان، ایک پلاٹ 2500 sqft بمقام ڈھبلیشور کٹک۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/51,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد افتخار　　العبد: محمد سفارت　　گواہ: علیم اللہ خان

مسل نمبر 10701: میں سلیمہ خاتون زوجہ مکرم شیخ کرشن احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم/جنوری 1979 پیدائشی احمدی، ساکن کوسمبی (سونگڑہ) ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28/مئی 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مبلغ -/35,101 روپئے حق مہر کے 1/10 حصہ کی ادائیگی کی ذمہ داری شوہر پر ہوگی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد افتخار　　الامۃ: سلیمہ خاتون　　گواہ: شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ

مسل نمبر 10702: میں امۃ القدوس زوجہ مکرم رحمت علی خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 9/اکتوبر 1986 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: OMP 6th BN. کوارٹر لائین ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، مستقل پتا: پنکال ڈاکخانہ نواپٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26/جون 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیورات 6 گرام 22 کیریٹ، حق مہر مبلغ -/50,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کرامت اللہ خان　　الامۃ: امۃ القدوس　　گواہ: محمد افتخار

مسل نمبر 10703: میں سید باصر احمد ابن مکرم سید نور احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 17/مئی 1973 پیدائشی احمدی، ساکن 6D/1482 سیکٹر 10 (C.D.A) ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، مستقل پتا: کوسمبی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 14/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ پلاٹ 2000 sqft بمقام کٹک، مشترکہ زمین (خاکسار کا حصہ 0.0385 ڈسمل) بمقام کوسمبی، مشترکہ زمین (خاکسار کا حصہ 0.1155 ڈسمل) بمقام کوسمبی، دو پلاٹ مشترکہ (خاکسار کا حصہ 0.427 ڈسمل) بمقام کوسمبی۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/35,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد افتخار　　العبد: سید باصر احمد　　گواہ: غلام رسول

مسل نمبر 10704: میں سلیم الدین خان ولد کرم علی خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 15/اگست 1983 پیدائشی احمدی، ساکن غنچیہ پاڑا ضلع ڈھنکانال صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27/اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: لیاقت علی خان　　العبد: سلیم الدین خان　　گواہ: اسرافیل خان

مسل نمبر 10705: میں نصیر رحمت خان ولد مکرم یاسین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 10/نومبر 1980 پیدائشی احمدی، ساکن غنچیہ پاڑا ضلع ڈھنکانال صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27/اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: لیاقت علی خان　　العبد: نصیر رحمت خان　　گواہ: اسرافیل خان معلم سلسلہ

مسل نمبر 10706: میں ضیاء الرحمن ولد مکرم غلام مصطفیٰ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیوٹ ملازمت عمر 39 سال پیدائشی احمدی، ساکن مزدیہ ویسٹ ڈاکخانہ برہم پور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 24/جون 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ محمد علی　　العبد: ضیاء الرحمن　　گواہ: رستم احمدی

مسل نمبر 10707: میں جہاں آرا بیگم زوجہ مکرم محمد عنایت الٰہی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 7/جون 1977، پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: جوبرا (رحمن چاک) ڈاکخانہ کالج اسکوائر ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، مستقل پتا: کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25/جون 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 110 گرام 22 کیریٹ، حق مہر: -/30,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کریمۃ اللہ خان　　الامۃ: جہاں آرا بیگم　　گواہ: محمد افتخار

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیص اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 29 - September - 2022 Issue. 39

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23 ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بیان ہو رہے تھے۔ آیت اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اسکے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے ان میں سے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے عروہ سے فرمایا: اے میری بہن کے بیٹے تیرے والد حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر اُن میں سے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو احد کے دن جو تکلیف پہنچی وہ پہنچی اور مشرکین چلے گئے تو آپ ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ واپس آئیں گے۔ آپ نے فرمایا اُن کے پیچھے کون جائے گا تو اُن میں سے ستر آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عروہ کہتے تھے ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ اسکی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے مزید احتیاط کے خیال سے فوراً ستر صحابہ کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی شامل تھے تیار کر کے لشکر قریش کے پیچھے روانہ کردی اور تاکید فرمائی کہ اگر قریش کا لشکر مدینہ کا رخ کرے تو فوراً اطلاع دی جاوے اور آپؐ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے بھیجے ہوئے آدمی آپ کے ارشاد کے ماتحت گئے اور بہت جلد یہ خبر لے کر واپس آ گئے کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جا رہا ہے۔

حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن کی طرف چلیں۔ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت انس نے کہا کہ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ اُم ایمن نے کہا میں اس لئے روتی ہوں کہ اب وحی آسمان سے منقطع ہوگئی ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ام ایمن نے ان دونوں کو بھی رلا دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ فرماتے ہیں: صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو رہا تھا اور ابوجندل کو نبی کریم ﷺ نے معاہدے کی شرائط کے مطابق واپس کر دیا تو اس وقت صحابہ بہت جوش میں تھے۔ مذہبی غیرت سے ان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سب سہم کر خاموش تھے۔ آخر حضرت عمر سے نہ رہا گیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور کانپتی ہوئی آواز میں فرمایا۔ کیا آپ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ہوں۔ حضرت عمر نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ عمر نے پھر کہا تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟ آپ ﷺ نے حضرت عمر کی حالت کو دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا۔ دیکھو عمر میں خدا کا رسول ہوں اور میں خدا کے منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ مگر حضرت عمر کی طبیعت کا تلاطم لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا تھا۔ کہنے لگے کیا آپ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے ضرور کہا تھا مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہوگا؟ عمر نے کہا کہ نہیں ایسا تو نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر انتظار کرو تم انشا اللہ ضرور مکہ میں داخل ہوگے اور کعبہ کا طواف کرو گے مگر اس جوش کے عالم میں حضرت عمر کی تسلی نہ ہوئی۔ حضرت عمر وہاں سے ہٹ کر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بھی اسی قسم کی جوش کی باتیں کیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی قسم کے جواب دیئے جو آنحضرت ﷺ نے دیئے تھے مگر ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا: دیکھو عمر سنبھل کر رہو اور رسول خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہرحال سچا ہے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اس وقت میں اپنے جوش میں یہ ساری باتیں کہہ تو گیا مگر بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کیلئے بہت سے نفلی اعمال بجالایا۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت ابوبکرؓ کے عشقِ رسول کے متعلق فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت ابوبکر کے سامنے کسی یہودی نے کہہ دیا کہ مجھے موسیٰ کی قسم جسے خدا نے سب نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر نے اسے تھپڑ مار دیا۔ جب اس واقعہ کی رسول کریم ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر جیسے انسان کو ڈانٹا اور فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا۔ اسے حق ہے جو چاہے عقیدہ رکھے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا تعلق آنحضرت ﷺ سے عشقیہ تھا۔ جب آنحضرت ﷺ پر اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ کی وحی نازل ہوئی تو سب صحابہ خوش تھے کہ اسلام کی فتح وظفر کی پیشگوئی ہے مگر حضرت ابوبکرؓ کی چیخیں نکل گئیں اور آپ بے تاب ہوکر رو پڑے صحابہ نے کہا دیکھو اس بڈھے کو کیا ہوگیا ہے۔ یہ کیوں رو رہا ہے؟ حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ نے لوگوں کے استعجاب کو محسوس کیا اور حضرت ابوبکر کی بیتابی کو دیکھا اور آپ کی تسلی کیلئے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بنانا جائز ہوتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا مگر اب بھی یہ میرے دوست ہیں اور صحابی ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے سب لوگوں کے گھروں کی کھڑکیاں جو مسجد میں کھلتی ہیں بند کر دی جائیں سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے اور اس طرح آپ کے عشق کی آنحضرت ﷺ نے داد دی کیونکہ یہ عشق کامل تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ کو بتا دیا کہ اس فتح و نصرت کی خبر کے پیچھے آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کی کسی بات پر تکرار ہوگئی۔ یہ تکرار بڑھ گئی۔ حضرت عمر کی طبیعت تیز تھی۔ اس لئے حضرت ابوبکر نے مناسب سمجھا کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں تا کہ جھگڑا خواہ مخواہ زیادہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر نے جانے کی کوشش کی تو حضرت عمر نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر کا کرتہ پکڑ لیا کہ میری بات کا جواب دے کر جاؤ۔ جب حضرت ابوبکر اس کو چھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کرتہ پھٹ گیا۔ حضرت عمرؓ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں ابوبکر سے سختی سے پیش آیا جبکہ حضرت ابوبکر کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو گئے اور آتے ہی رسول کریم ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمر کا قصور نہیں تھا میرا قصور تھا۔ حضور فرماتے ہیں: دیکھو حضرت ابوبکر کس قدر سچے عاشق تھے۔ آپ یہ برداشت نہ کر سکے کہ آپ کے معشوق کے دل کو تکلیف ہو۔ آپ نے کہا میں مجرم بن جاتا ہوں لیکن میں اپنے معشوق کا دل رنجیدہ نہیں ہونے دوں گا اور نہایت لجاجت سے عرض کیا یا رسول اللہ عمر کا قصور نہیں تھا میرا قصور ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت صحابہ جس طرح کیا کرتے تھے اس کا ثبوت حضرت ابوبکر کے ایک واقعہ سے مل سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب بعض قبائل عرب نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ ان کے خلاف جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس وقت حالت ایسی نازک تھی کہ حضرت عمر جیسے انسان نے مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے نرمی کرنی چاہئے مگر حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا طاقت ہے کہ وہ اس حکم کو منسوخ کر دے جو رسول کریم ﷺ نے دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی ایک رسی بھی زکوۃ میں دیا کرتے تھے تو میں وہ رسّی بھی ان سے لے کر رہوں گا اور اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک کہ وہ زکوۃ ادا نہیں کرتے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر تم اس معاملے میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے تو بیشک نہ دو۔ میں اکیلا ہی انکا مقابلہ کروں گا۔ یہ کس قدر اتباع رسول ہے کہ نہایت خطرناک حالات میں باوجود اس کے کہ اکابر صحابہ لڑائی کے خلاف مشورہ دیتے ہیں پھر بھی رسول کریم صلی ﷺ کے حکم کو پورا کرنے کیلئے وہ ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لشکر اسامہ کو روکنے کے متعلق بھی صحابہ نے بہت زور لگایا مگر حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر دشمن اتنا طاقتور ہو جائے کہ وہ مدینہ پر فتح پائے اور مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو جسے رسول کریم ﷺ نے بھجوانے کیلئے تیار کیا تھا روک نہیں سکتا۔

حضرت ابوبکر صدیق صحابہ کرام سے محو گفتگو تھے کہ آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ پانی پلاؤ۔ غلام پانی میں شہد ملا کر لایا۔ آپ نے وہ برتن رکھوا دیا اور وہ پانی نہیں پیا۔ چند لمحات ہی گزرے تھے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق ہچکیاں باندھ باندھ کر رونے لگے۔ روتے روتے آپ کی آواز اور بلند ہوگئی اور آپ پر شدید گریہ طاری ہوگیا۔ آس پاس کے تمام لوگوں نے بھی آپ کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور رو رو کر وہ خاموش بھی ہو گئے لیکن حضرت ابوبکر مسلسل روتے جا رہے تھے۔ جب آپ کے آنسو ذرا تھمے تو لوگوں نے آپ سے رونے کا سبب پوچھا کہ اے خلیفہ رسول ﷺ یہ رونا کیسا ہے۔ آخر کس چیز نے آپ کو رلایا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے مرض الموت کے ایام میں آپ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ میں نے آنحضور ﷺ کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ چیز دور کر رہے ہیں۔ آپ کمزور آواز میں فرما رہے تھے کہ مجھ سے دور ہو جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کسی چیز کو اپنے سے ہٹا رہے تھے جبکہ آپ کے پاس کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا یہ درحقیقت دنیا تھی جو اپنی تمام آرائش اور نعمت کیساتھ میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ دُور ہو جاؤ۔ ایک کشفی کیفیت آپؐ پر طاری ہوئی تھی۔ پس وہ یہ کہتی ہوئی دور ہوگئی کہ اگر آپ نے مجھ سے چھٹکارا پا لیا تو کیا ہوا جو لوگ آپ کے بعد آئیں گے وہ مجھ سے کبھی نہیں بچ سکیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے غمزدہ آواز میں فرمایا لوگو مجھے بھی اس شہد سے ملے پانی کی وجہ سے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں اس دنیا نے مجھے نہ آگھیرا ہو اس لئے میں سسکیاں بھر کر رو یا۔

حضور انور نے فرمایا: فتوحات عراق میں ایک قیمتی چادر حاصل ہوئی۔ حضرت خالد نے اہل لشکر کے مشورہ سے اس چادر کو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس بطور تحفہ بھجوایا اور لکھا کہ اسے آپ لے لیجئے۔ آپ کیلئے روانہ کیا جا رہا ہے لیکن حضرت ابوبکر نے اسے لینا گوارا نہیں فرمایا اور نہ اپنے رشتہ داروں کو دیا بلکہ اسے حضرت امام حسین کو مرحمت فرما دیا۔ حضور انور نے فرمایا: باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے محترم سمیع اللہ سیال صاحب وکیل الزراعت ربوہ اور محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ علی احمد صاحب مرحوم معلم وقف جدید کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad